مایوس دلوں کیلئے اُمید کی کرن

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ

پریشانیوں کا حل

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

مکتبہ ملت دیوبند
یوپی ۲۴۷۵۵۴ (الہند)

محمد اسماعیل

پریشانیوں کا حل

حضرت مولانا
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبہ ملت دیوبند
یوپی ۲۴۷۵۵۴ (الھند)

تفصیلات

نام کتاب -------- پریشانیوں کا حل

مؤلف ----- حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہٗ

باہتمام --------- مولانا انعام الٰہی قاسمی

:- ملنے کا پتہ -:

مکتبہ ملّت دیوبند

MAKTABA MILLAT

DEOBAND-247554 DISTT. SAHARANPUR (U.P.)

PHONE: 01336-225268 (off.) 223268 (resi.)

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	ضعیف انسان	9
2	ارمانوں کا خون	10
3	انسان کی سب سے بڑی تمنا	10
4	پریشانیوں کا چکر	10
5	چھوٹے بچے کی پریشانی	11
6	جوانوں کی پریشانی	11
7	اولاد نرینہ کی پریشانی	12
8	نالائق اولاد کی پریشانی	13
9	بچوں کی نوکری کی پریشانی	13
10	بچوں کے رشتوں کی پریشانی	13
11	سسرال کی پریشانیاں	14
12	ہر انسان پریشان	15
13	حل طلب سوال	15
14	مال کی قدر و قیمت	16
15	پریشان حال لوگ	17
16	مل مالک کی پریشانی	18
17	خرچے پورے نہیں ہوتے	18
18	ایک خاتون کی پریشانی	19
19	اہل مغرب کی پریشانی	20
20	کافروں کو خدا یاد آیا	21
21	اعمال کے انفرادی اور اجتماعی اثرات	26
22	قوم عاد کے غرور کا انجام	26
23	ایک ناشکری قوم کا انجام	27
24	حالات بدلتے بدلتے ہیں	29
25	مومن کی مدد کا وعدہ	29
26	مومن کے غلبے کا اعلان	30
27	حضرت مرشد عالمؒ کا فرمان	30
28	مسلمانوں کی حالت زار	31
29	امام عالم یا غلام عالم	32
30	خاکروبوں کے کام بادشاہوں کی تنخواہ	32
31	اعمال بدلیں گے تو حالات بدلیں گے	32
32	الٹی گنگا بہانے کی کوشش	33
33	تقویٰ، برکتوں کو کھینچنے کا مقناطیس	34
34	صحابہ کرامؓ کے رزق میں برکت	34
35	امام مہدی علیہ السلام کے دور میں برکت	35

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
36	برکت کیا ہوتی ہے؟	35
37	صحت میں برکت	36
38	حضرت مرشد عالمؒ کی صحت میں برکت	32
39	صحت میں برکت کا عجیب واقعہ	39
40	حافظے میں برکت	39
41	حضرت ابو ہریرہؓ کے حافظہ میں برکت	40
42	امام شافعیؒ کا بے مثال حافظہ	41
43	حضرت شیخ الہندؒ کا حافظہ	42
44	کاموں میں برکت	44
45	وقت میں برکت	44
46	ایک محدث کے وقت میں برکت	45
47	حضرت اشرف علی تھانویؒ کے وقت میں برکت	45
48	مال میں برکت	46
49	حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے	46
50	رزق میں برکت	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
51	ایک دینار کی برکت	48
52	بغاوت کا نتیجہ	49
53	پریشانیوں کی بارش	49
54	گناہوں کا وبال	49
55	پہلا وبال	50
56	دوسرا وبال	51
57	عبادت سے غفلت کا نتیجہ	51
58	بدنیتی کا اثر	52
59	لمحۂ فکریہ	53
60	کس نے پریشان کیا	53
61	قوم کی پریشانی	54
62	بھوک، ننگ اور خوف کا لباس	54
63	تاجر طبقے کی پریشانیاں	55
64	مقام عبرت	56
65	واللہ خیر الرازقین	56
66	ناشکری کا وبال	57
67	مصیبتوں کی دو قسمیں	58
68	درجات بڑھانے والی مصیبتیں	59
69	مصیبت پر اجر	59

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
70	بیمار آدمی کی مثال	59
71	اللہ تعالیٰ کی طبع پرسی	60
72	درجات بڑھانے والی مصیبتیں	61
73	پہلی نشانی	61
74	دوسری نشانی	61
75	آخری تمنا	62
76	اطمینان کی کیفیت	62
77	تیسری نشانی	63
78	گرانے اور ستانے والی مصیبتیں	64
79	گرانے والی مصیبت کی پہچان	64
80	پہلی نشانی	64
81	دوسری نشانی	65
82	تیسری نشانی	65
83	پریشانی اور خوشحالی میں اللہ والوں کی کیفیت	65
84	اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں	66
85	غم جگاتے ہیں	67
86	جاگو جاگو جاگو!	68
87	کالے علم کے اثرات	69
88	جنوں کا مطیع ہو جانا	69
89	پریشانی آئے تو کیا کرنا چاہئے	70
90	صبر کریں	70
91	تنگی کے بعد آسانیاں	71
92	توبہ کریں	72
93	نیک اعمال کریں	73
94	پریشانیوں سے نجات کے کثیر نسخے	72
95	اک تیر انعم	72
96	پہلی بات	73
97	دوسری بات	74
98	تیسری بات	74
99	اللہ تعالیٰ کا عجیب وعدہ	75
100	اللہ تعالیٰ کی مدد کے نمونے	76
101	اللہ تعالیٰ سے تعلق درست کریں	78
102	اصولی بات	79

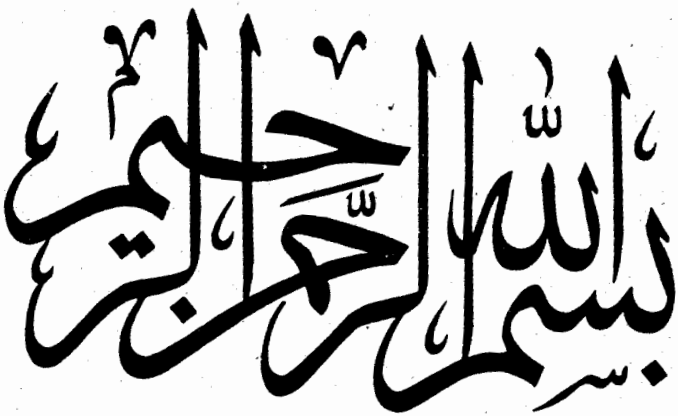
بسم الله الرحمن الرحيم

آج مادہ پرستی کا دور ہے۔ ہر شعبہء زندگی میں آئے دن نئے نئے انقلابات رونما ہو رہے ہیں انسانی زندگی آسائش و آرام کیلئے طرح طرح کی ایجادات ہو رہی ہیں۔لیکن عجیب بات ہے کہ جس قدر مادی ترقی ہو رہی ہے اسی قدر انسان کی پریشانیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بے اطمینانی اور پریشانی کی وباء ایک متعدی مرض کی طرح ہر انسان میں سرایت کرتی جا رہی ہے۔لوگ پریشانیوں کے ہاتھوں لاچار ہو کر کسی ایسے مسیحا کی تلاش میں نکلتے ہیں جو ان کو سکون کی دولت عطا کر دے۔لیکن یہ دوائے دل آج کل نایاب تو نہیں کمیاب ضرور ہے، یہ ہر آستانے سے نہیں ملا کرتی۔ دوکانداروں نے دوکانیں تو خوب سجا رکھی ہیں لیکن دھوکے کا مال کب تک کسی کے دل کا درماں بن سکتا ہے بالآخر عوام الناس یا تو مایوس ہو جاتے ہیں یا پھر بالکل گمراہ ہو جاتے ہیں۔

شہری ہو دیہاتی ہو مسلمان ہے سادہ
مانند بتاں پجتے ہیں کعبے کے برہمن
میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

قحط الرجال کے اس زمانے میں دنیا ابھی مردان حق سے خالی نہیں ہوئی۔فقیر کو ایک عرصہ سے ایک اہل دل، مرد حق، محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہے۔گاہے گاہے اپنے

قلبی امراض کے علاج کے سلسلے میں ان کی خدمت میں جانے کی سعادت ملتی ہے۔ اپنے جیسے اور بھی کئی روگیوں کو وہاں پاتا ہوں۔ کئی پریشان حال لوگ نہ جانے کہاں کہاں سے اپنی پریشانیوں کا حل ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہاں پہنچتے ہیں۔ حضرت ان کو ایسا اسم اعظم بتاتے ہیں کہ جس کی برکت سے ان کے حالات تو بدلتے ہی ہیں قلب ونظر بھی بدل جاتے ہیں۔ حضرت ان سے برملا یہ فرماتے ہیں:

میری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے
تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے تیری آرزو بدل جائے

حضرت پریشان حال لوگوں کی تالیف قلب کبھی اجتماعی بیان کی صورت میں، کبھی اپنی مجالس میں مواعظ کی صورت میں اور کبھی نجی نشستوں میں ہدایات کی صورت میں فرماتے ہیں۔ جس کی بدولت کئی پژمردہ دلوں کو زندہ ہوتے ہوئے عاجز نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضرت کا ایک ایسا ہی بیان سن کر دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ مخلوق خدا بہت پریشان ہے لہٰذا حضرت کی ان باتوں کو عام کرنا چاہیے ممکن ہے کہ یہ مواعظ مایوس دلوں کیلئے امید کا چراغ بن جائیں۔ چنانچہ اس بیان کو ایک مرتب صورت دے کر حضرت کی خدمت میں اصلاح کیلئے پیش کیا۔ حضرت نے ضروری اصلاح وترمیم کے بعد بخوشی اس کو شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو بیمار لوگوں کے دلوں کا تریاق بنادے اور ان کے عزم کو حیات نو سے آشنا کر دے۔ واللہ الموفق

خاکپائے اولیائے نقشبند
ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

پریشانیوں کا حل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخِرظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ o وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخِر،وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰی وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ o سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ oوَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ oوَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

ضعیف انسان

انسان دنیا میں آتا ہے پانی کی مانند اور جب دنیا سے جاتا ہے تو ہوا کی مانند یعنی انسان باپ کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے پانی کی مانند اور جب دنیا سے جاتا ہے تو روح نکلتی ہے ہوا کی مانند۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ انسان اتنا ضعیف البنیاد کہ جیسے پانی کا بلبلہ۔۔۔ بھلا بلبلے کا کیا بھروسہ کہ کب پھٹ جائے۔ اسی طرح انسان کا کیا بھرسہ کہ کب اس کی روح کا رشتہ بدن سے کٹ جائے۔

؎ اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

ارمانوں کا خون

دنیا میں آ کر انسان اپنی اوقات کو بھول جاتا ہے۔ یہ غرور میں آ کر بڑے بڑے بول بولتا ہے۔ لمبی لمبی امیدیں باندھ لیتا ہے۔ اور جب تمنائیں پوری نہیں ہوتیں تو پھر پریشان ہوتا ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

جب اس کے خود ساختہ ارمانوں کا خون ہوتا ہے۔ تو انسان بے سکون ہوتا ہے۔ اور بے چینی کی ایک ایسی آگ اس کے اندر لگتی ہے جو اس کو اندر ہی اندر جلاتی رہتی ہے۔

انسان کی سب سے بڑی تمنا

ہر انسان چاہتا ہے کہ میرے حالات سنور جائیں اور میری مشکلیں آسان ہو جائیں۔ اس کے لئے وہ دن رات کوششیں کرتا ہے۔ دن میں بھی کام کرتا ہے اور موقع ملے تو رات کو بھی کام کرتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ مجھے سکون کی زندگی نصیب ہو جائے، میری پریشانیاں دور ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ عزت کی زندگی اور خوشیوں بھری زندگی کا حاصل کرنا آج ہر انسان کی تمنا ہے۔

پریشانیوں کا چکر

حقیقت حال یہ ہے کہ جس فرد کی زندگی کو آپ کھول کر دیکھ لیں وہی پریشانیوں میں گھرا نظر آئے گا۔ اک ذرا چھیڑیئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ ہر بندہ

آپ کو اپنی پریشانیوں کی ایسی تفصیل بتائے گا جیسے دنیا میں اس سے زیادہ پریشان حال کوئی ہے ہی نہیں۔ ایک سے بڑھ کر ایک کی داستان ہوتی ہے۔ ایسے ایسے غم اور الم کے حالات اور واقعات سنائیں گے کہ الامان والحفیظ۔

اس سب کچھ کے باوجود ہر بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر میری فلاں خواہش پوری ہو جائے تو پریشانیاں ختم ہو جائیں گی لیکن ایسا نہیں ہوتا، خواہشات پوری ہونے کے باوجود پریشانیاں ختم نہیں ہوتیں بلکہ پریشانیوں کی نوعیت بدلتی چلی جاتی ہے۔

چھوٹے بچے کی پریشانی

اگر کسی چھوٹے بچے سے پوچھیں کہ بھئی آپ کو کوئی پریشانی ہے؟ وہ کہے گا جی ہاں ایک بہت بڑی پریشانی ہے۔ سب گھر والے مجھ پر رعب جماتے ہیں، سب مجھے کام کہتے ہیں، میں کھیل رہا ہوتا ہوں مجھے زبردستی کام پر بھیج دیتے ہیں۔ بس میں تھوڑا سا بڑا ہو جاؤں بھائی جان کی طرح تو پھر میرے اوپر رعب کوئی نہیں جمائے گا۔ اب اس بچے کی سوچ کے مطابق اس کی پریشانیوں کا حل یہ ہے کہ تھوڑا سا بڑا ہو جاؤں۔

جوانوں کی پریشانی

اگر وہ بچہ تھوڑا سا بڑا ہو گیا اور جوانی کی عمر کو پہنچ گیا۔ اب اس سے پوچھئے کہ بتائیں آپ کو کوئی پریشانی ہے؟ جواب ملے گا جی ہاں کسی اچھی جگہ شادی ہو جائے ناں تو میری سب پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ آپ یقین جانئے مجھ پر شہوانی اور شیطانی وساوس کا اتنا غلبہ ہے کہ میں پڑھائی میں دل لگا ہی نہیں سکتا۔

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

اس کا حل یہی ہے کہ کسی خوبصورت لڑکی سے میری شادی ہو جائے۔ چلیں خوبصورت لڑکی سے شادی بھی ہوگئی۔

اولاد نرینہ کی پریشانی

اب اس نوجوان سے پوچھئے کہ آپ کو کوئی پریشانی ہے وہ جواب دے گا کہ بس دعا کرو اللہ پاک مجھے اولاد نرینہ عطا فرمادے۔ میری شادی کو پانچ سال گزر گئے ہیں مگر ابھی تک بچے کی کوئی امید نہیں، میری امی بھی پریشان ہے، میں نے اپنا چیک اپ بھی کروایا ہے، بیوی کو بھی گائنا کالوجسٹ سے چیک کروایا ہے، سب ٹیسٹ ٹھیک ہیں۔ ڈاکٹر کہتے ہیں معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ میری بیوی ہر وقت روتی ہی رہتی ہے، میں بھی پریشان ہوں اگر اولاد ہو جائے تو تمام پریشانیاں دور ہو جائیں۔

ایک صاحب کی داستاں سنئے جو کسی فیکٹری میں انجینئرنگ منیجر تھا اور اس کی بیوی کسی سکول میں پرنسپل تھی۔ دونوں کمانے والے تھے اور دونوں کے پاس اتنا پیسہ تھا کہ آدمی ان کی کوٹھی میں داخل ہو جائے تو نکلنے کو دل نہ کرے۔ اتنی خوبصورت اور صاف شفاف کوٹھی مگر میاں بیوی دونوں پریشان بیٹھے ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا آپ کیوں پریشان ہیں؟ جواب ملا کہ ہماری اولاد نہیں ہے۔ مال بھی ہے عہدے بھی ہیں، حسن و جمال بھی ہے، کھانے پینے کی ہر سہولت میسر ہے مگر سکون نہیں ہے۔ اولاد نہیں ہے۔ کاش ہماری اولاد ہوتی تو سب پریشانیاں دور ہو جاتیں۔

نالائق اولاد کی پریشانی

فرض کیجئے اس میاں بیوی کو اولاد بھی مل گئی۔ بیٹے بھی ہیں بیٹیاں بھی ہیں غرض گلشن میں پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اس صورتحال میں ان سے پوچھیں کہ بھئی اب کوئی پریشانی ہے۔ جواب ملے گا کہ جی دعا کرو اللہ نے بچے دیئے ہیں یہ لائق بن جائیں۔ ہمارے بچے بہت شرارتی اور ضدی ہیں۔ ماں کو کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ ہر وقت کھیلتے رہتے ہیں۔ پڑھائی کی طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔ ایک بچہ ذہنی طور پر دوسروں سے ذرا کمزور ہے، سکول جانے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا۔ ڈاکٹروں کو بھی چیک کروایا ہے وہ کہتے ہیں اسپیشل ایجوکیشن کے سکول میں بھیجیں۔ بچے کی زندگی کا مسئلہ ہے۔ بہت پریشان ہوں بس آپ دعا کریں کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے تو کچھ سکون ملے۔

بچوں کی نوکری کی پریشانی

فرض کرو سب بچے پڑھ لکھ کر جوان ہو گئے مگر باپ پھر بھی پریشان ہے۔ اگر کوئی وجہ پوچھے تو جواب ملتا ہے کہ بچہ دو سال سے نوکری کی تلاش میں ہے کہیں مناسب نوکری نہیں مل رہی لہٰذا باپ پریشان پھر رہا ہے، کیا کریں جی بچے کو اتنے سال پڑھایا اب بچے کو کوئی نوکری ہی نہیں ملتی؟ کبھی ادھر بھاگ کبھی ادھر بھاگ۔ چلو بچے کو نوکری بھی مل گئی۔

بچوں کے رشتوں کی پریشانی

اب ان سے پوچھئے کوئی اور پریشانی ہے تو بتائیں جواب ملے گا کہ جی ہاں دعا کریں بچے کے لئے رشتہ ڈھونڈ رہا ہوں کوئی اچھا رشتہ مل جائے۔ میں نے کئی

لوگوں کہ دیکھا ہے اس لئے پریشان کہ بیٹے کی شادی نہیں ہوتی اور کئی اس لئے پریشان کہ بیٹی کی شادی نہیں ہو رہی۔ اب جس شخص کے پاس جوان بیٹی گھر میں ہو اور اس کے رشتے نہ آئیں ذرا اس کے دل سے جا کر پوچھیں اس پر کیا گزر رہی ہوتی ہے۔

ایک شخص میرے پاس آیا جو بہت معزز اور امیر آدمی تھا۔ میں کوئی لاکھوں کی بات نہیں کرتا، وہ تو اتنا امیر آدمی تھا کہ اس نے کسی پارٹی سے 32 کروڑ روپے لینے تھے اور وہ مل نہیں رہے تھے تو وہ کہتا تھا کہ اچھا جی کوئی بات نہیں کبھی تو مل ہی جائیں گے۔ اتنا امیر آدمی ایک دن آ کر میرے پاس رو پڑا، کہنے لگا جی کیا کروں اتنا مال ہے اتنا سب کچھ ہے مگر میری ایک بیٹی ہے جو پڑھی لکھی ہے اس کے رشتے ہی نہیں آ رہے شکل وصورت تو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہوئی ہے۔ آپ مجھے بتائیں میں کیا کروں۔ آخر بیٹی ہے میں خود تو اس کو کسی گھر میں چھوڑ کر نہیں آؤں گا۔ کوئی آخر چل کر ہی میرے گھر آئے گا ناں.. وہ شخص پریشان تھا زار و قطار آنسوؤں سے رونے لگا۔ کہنے لگا کہ بیٹی کی عمر بڑی ہوتی جا رہی ہے۔ رشتے آتے ہیں مگر ویسے ہی واپس چلے جاتے ہیں کچھ ہمیں پسند نہیں کرتے کچھ ہمیں پسند نہیں آتے۔ میری بیٹی کی جتنی ہم عمر لڑکیاں تھیں سب کی شادیاں ہو گئیں۔ اب میری بیٹی ڈیپریشن کی مریضہ بنتی جا رہی ہے۔ ہر وقت بستر پر لیٹی رہتی ہے کسی سے بات ہی نہیں کرتی دعا کرو میری بیٹی کا کسی اچھی جگہ رشتہ ہو جائے۔

سسرال کی پریشانیاں

چلیں فرض کریں کہ بیٹی کی شادی بھی ہو گئی۔ اب پوچھیں کیا حال ہے؟ جواب ملے گا کہ جی کیا کریں بس میری بیٹی کی ساس اچھی نہیں اور میرے بیٹے کو بیوی اچھی

نہیں ملی۔ ہم میاں بیوی دونوں بچوں کی طرف سے بہت پریشان ہیں۔ میری بیٹی کی ساس نے تو اس کا جینا حرام کر دیا ہے۔ اور بہو نے تو ہمارے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ اندر کے غم کسی کو بتا نہیں سکتے۔ انسان اپنا دکھ تو برداشت کر جاتا ہے مگر اولاد کے دکھ تو نہیں دیکھے جاتے۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ بڑھاپے میں ہمیں یہ غم سہنے پڑیں گے۔

ہر انسان پریشان

معلوم ہوا کہ پریشانیوں کی نوعیت تو بدلتی چلی جاتی ہے پریشانی ختم نہیں ہوتی۔ پہلے ایک طرح کی پریشانی تھی۔ اب دوسری طرح کی پریشانی، پھر تیسری طرح کی پریشانی پھر چوتھی طرح کی پریشانی۔ اسی حقیقت کی طرف شاعر نے اشارہ کیا ہے۔

؎ دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

اس دنیا میں کوئی شخص بھی بے غم نہیں ہے اگر ہے تو وہ بنی آدم نہیں ہے۔ تو ہر انسان کی پریشانی کی نوعیت مختلف ہے۔ اس کے باوجود ہر انسان یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کی پریشانیاں ختم ہو جائیں۔

حل طلب سوال

اب اس کا کوئی نہ کوئی حل ہونا چاہئے کوئی اس کا لائحہ عمل ہونا چاہئے کہ حالات سنور جائیں پریشانیاں ختم ہو جائیں۔ یہ جو انسان کو روزانہ ذہنی اذیت مل رہی ہوتی ہے یا انسان کے دل میں ہر وقت ایک خوف غالب ہوتا ہے یہ دور ہو جائے۔ آج

کے ہر انسان کے دل میں یہ ایک سوال نظر آئے گا اور اس سوال کا کوئی نہ کوئی حل ہونا چاہئے۔ آیئے اس بات کا ہم جائزہ لیں کہ کیا انسان کی پریشانیوں کا حل مال ومتاع اور کثرت اسباب میں ہے؟

مال کی قدر و قیمت

روز مرہ کے مشاہدے کی وجہ سے عقل یہ کہتی ہے کہ دنیا میں مال پیسے سے حالات سنور جاتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مال پیسوں والوں کی بھی پریشانیاں دور نہیں ہوتیں۔ اسباب راحت کا ہونا اور چیز ہے اور راحت کا ہونا اور چیز ہے۔ مال والوں کے پاس اسباب راحت تو موجود ہوتے ہیں راحت موجود نہیں ہوتی۔ دلوں میں سکون نہیں ہوتا۔ مال کی کثرت سے اگر سکون ملتا تو قارون دنیا کا سب سے پرسکون انسان ہوتا۔ حکومت سے اگر سکون ملتا تو فرعون دنیا کا سب سے پرسکون انسان گزرتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ مال اور پیسے کے باوجود لوگوں کی طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ ان کا دل مطمئن نہیں ہوتا۔

یاد رکھیں کہ مال سے ہر کام نہیں ہوسکتا۔ مال سے انسان عینک تو خرید سکتا ہے بینائی تو حاصل نہیں کرسکتا۔ مال سے انسان کتابیں تو خرید سکتا ہے علم تو نہیں خرید سکتا۔ مال سے انسان اچھا لباس تو خرید سکتا ہے حسن و جمال تو نہیں خرید سکتا۔ مال سے انسان اچھی دوائیں تو خرید سکتا ہے اچھی صحت تو نہیں خرید سکتا۔ مال سے انسان ستر تو خرید سکتا ہے میٹھی نیند تو نہیں خرید سکتا۔ مال کے ذریعے سے جو عزتیں ملتی ہیں وہ عارضی ہوتی ہیں۔ صبح کے وقت تخت پر ہوتے ہیں اور شام کے وقت تختے پر ہوا کرتے ہیں، رات کو وزیر ہیں صبح کو اسیر ہیں، رات کو صدر ہیں صبح کو ملک بدر ہیں، رات کو امیر ہیں صبح کو فقیر ہیں۔ مال سے ملنے والی ایسی عارضی عزت کا کیا

فائدہ۔

ہر کام مال سے نہیں ہوتا۔ یہ ایک نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مال سے کام بنتا ہے یا اعمال سے۔ جس نے اسے سمجھ لیا اس کی زندگی آسان ہوگئی۔ اس کی سب مشکلیں آسان ہوگئی۔ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے دل میں اتر جائے تو ساری زندگی پرسکون ہو جائے گی۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

پریشان حال لوگ

دیکھنے میں آیا ہے کہ آج جو شخص جتنا زیادہ دولت مند ہے وہ اتنا ہی زیادہ پریشان ہے۔ مالداروں اور امیروں کے اندر کے حال ہم فقیروں سے پوچھئے جن کے سامنے آکر وہ اپنی حقیقت کھولتے ہیں۔ یقین کیجئے غریب آدمی بھی اتنا پریشان نہیں ہوتا وہ بھی صبر کے کچھ کلمات کہہ لیتا ہے مگر امیر آدمی کے پاس صبر کا کوئی کلمہ بھی نہیں ہوتا۔

یہ جن کو آپ بڑے لوگ کہتے ہیں ناں یہ بیچارے اندر سے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ مال کے زیادہ ہونے سے بندہ بڑا نہیں ہوتا۔ لوگ انہیں اس لئے بڑے کہہ دیتے ہیں کہ ان کے دل میں دنیا کی بڑائی ہوتی ہے۔ اس لئے جس کے پاس دنیا زیادہ ہوتی ہے ان کو بڑے لوگ کہہ دیتے ہیں۔ یہ بڑے نہیں ہوتے بلکہ بڑے بوجھ والے ہوتے ہیں۔ ان بیچاروں کے سروں پر بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ انہیں راتوں کو نیند نہیں آتی۔ فقیر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جہاں گھر کا ہر فرد کماتا ہے اس کے باوجود کہتے ہیں جی پتہ نہیں چلتا پیسہ آتا بھی بہت ہے اور جاتا بھی بہت

ہے۔ہم بہت پریشان رہتے ہیں۔

مل مالک کی پریشانی

مجھے ایک مرتبہ رات کے تین بجے فون آیا ایک شخص کا جس کی کوئی پندرہ فیکٹریاں ہوں گی۔ کہنے لگا میں بہت پریشان ہوں دعا کریں۔ میں نے کہا آپ نے اس وقت کیسے فون کیا؟ کہنے لگا بہت پریشان بیٹھا ہوا تھا میں نے کہا آپ کو فون کروں کہ آپ اس وقت اٹھے ہوئے ہوں گے تو اس لئے آپ اس وقت میں دعا کریں اللہ میری پریشانیاں دور کر دے۔اور فقیر چٹائی پر بیٹھا ہوا تھا فقیر نے دل میں کہا واہ میرے اللہ! ان چٹائیوں پر بیٹھنے والوں کو تو نے سکون دے دیا ہے آرام سے تیری یاد میں بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ مل مالکان کے دل میں تو نے ایسی پریشانی ڈالی ہے کہ رات کے تین بجے فون کر کے کہہ رہے ہیں دعا کرو اللہ ہماری پریشانیوں کو دور کر دے۔

خرچے پورے نہیں ہوتے

ایک مرتبہ ایک بہت بڑی انڈسٹری کے جنرل منیجر صاحب میرے پاس آئے اور اپنا حال سنانے لگے۔ کہنے لگے کہ کوٹھی مالکان نے لے کر دی ہوئی ہے، دو گاڑیاں مالکان نے دی ہوئی ہیں ایک میرے استعمال کے لئے اور ایک بیوی بچوں کے استعمال کیلئے ہے، میرے نوکر چاکر سیکورٹی گارڈ وغیرہ سب مالکان نے لے کر دیئے ہوئے ہیں، میڈیکل کا خرچہ میرا اور میری فیملی کا وہ کرتے ہیں اور میری تنخواہ ماہانہ 75000 روپیہ ہے۔ ہم گھر کے پانچ افراد ہیں یہ کہہ کر وہ فقیر کے سامنے بیٹھ کر آنسوؤں سے روئے اور کہنے لگے کہ بہت پریشان ہوں میرے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ اتنی سہولیات کے باوجود گھر کے

پانچ آدمیوں کا خرچہ پچھتر ہزار میں پورا نہیں ہوتا۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

ایک خاتون کی پریشانی

ایک مرتبہ فیصل آباد سے ایک خاتون آئی، فقیر کی اہلیہ صاحبہ نے کہا کہ اس کی بات ضرور سنیں یہ بیچاری بڑی پریشان ہے اور جب سے آئی ہے رو رہی ہے۔ فقیر نے اس کو ٹائم دیا وہ پردے میں بیٹھ کر بات کرنے لگی۔ کہنے لگی کہ میرا خاوند ایک بڑی فیکٹری کا مالک ہے۔ امیر آدمی ہے، کھلا پیسہ ہے، شادی کے سات آٹھ سالوں میں ہماری اولاد کوئی نہیں ہوئی۔ مگر یہ پریشانی کی بات نہیں کیونکہ خاوند میرے ساتھ خوشی کی زندگی گزار رہا ہے۔ ہم دونوں کو اولاد کے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی پریشانی نہیں ہے، قسمت میں ہوئی تو ہو جائے گی نہیں تو جو اللہ کو منظور۔ خاوند مجھے بہت چاہتا ہے، محبتوں والی زندگی گزار رہے ہیں، گھر کا سارا خرچہ خاوند نے اپنے ذمے لیا ہوا ہے۔ نوکروں کا خرچہ، باورچی کا خرچہ، گارڈ کا خرچہ، مالی کا خرچہ، یہ تمام اخراجات میرا خاوند خود ادا کرتا ہے۔ جتنے گھر کے بل آتے ہیں، ٹیلی فون، بجلی، گیس وغیرہ کے وہ سب میرا خاوند ادا کرتا ہے۔ گاڑیاں بھی ہیں، ڈرائیور بھی ہیں، کاریں بھی ہیں، بہاریں بھی ہیں، روٹی بھی ہے، بوٹی بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے یوں تو زندگی میں بہت سہولت دی ہے۔ میری پریشانی یہ ہے کہ میرا خاوند مجھے میرے ذاتی خرچ کے لئے ہر مہینے صرف پچاس ہزار روپیہ دیتا ہے جس سے میرے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ یہ کہہ کر وہ عورت رونے لگ گئی اور کہنے لگی کہ شاید میرے جیسا پریشان حال دنیا میں کوئی نہیں ہوگا۔ وہ ایسے زار و قطار رو رہی تھی جیسے کسی کی وفات پر کوئی رویا کرتا ہے۔

فقیر نے اسے بات سمجھائی کہ اپنی زندگی آپ شریعت وسنت کے مطابق بنا لیں تو آپ کے مال میں برکت آجائے گی۔ یہی مال تمام ضروریات کو پورا کردے گا اور اگر برکت نہ ہوئی تو آپ کو پچاس ہزار کیا ایک لاکھ بھی مل گیا تو بھی پریشانی دور نہیں ہوگی۔ الحمدللہ اس خاتون نے عہد کیا کہ غفلت بھری زندگی سے توبہ تائب ہوکر نیکوکاری کی زندگی گزارے گی۔ فقیر نے اسے بیعت کر کے مراقبہ وغیرہ کی تلقین بھی کی۔ تین مہینے کے بعد اس خاتون کا ٹیلیفون آیا، وہ کہنے لگی کہ میں نے شرعی پردہ شروع کر دیا ہے۔ نماز پانچ وقت روزانہ پڑھتی ہوں۔ ذکر ومراقبے کا بھی اہتمام کرتی ہوں۔ الحمدللہ اب میرے خرچے پندرہ ہزار روپے میں پورے ہو جاتے ہیں اور بقیہ رقم میں غریبوں، یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کر دیتی ہوں۔

اہل مغرب کی پریشانی

ایسا عجیب وقت آگیا ہے کہ آج مسلمانوں کو دیکھ لیں تو ان کے دل میں بھی پریشانی اور اہل یورپ کو دیکھ لیں ان کے دل میں بھی پریشانی۔ مگر پریشانی کی نوعیت مختلف ہے۔ اہل یورپ پریشان ہیں اپنے اخلاق اور کرتوتوں کی وجہ سے جب کہ ہم پریشان ہوتے ہیں اپنی اقتصادی حالات کی وجہ سے۔

سویڈن دنیا کا ایک ترقی یافتہ ملک ہے۔ ان کے پاس اتنی دولت ہے کہ ان کا بجٹ نفع والا ہوتا ہے جبکہ ہمارے ملک کا بجٹ خسارے والا ہوتا ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ پیسے آئیں گے کہاں سے؟ اور وہ سوچتے ہیں کہ پیسے لگائیں گے کہاں پہ؟ وہ خود کہتے ہیں کہ اگر پوری قوم کام کرنا چھوڑ دے اور عوام جس طرح عیش وعشرت میں وقت گزار رہے ہیں گزارتے رہیں تو حکومت ان کو 6 سال تک گھر بٹھا کر کھلا سکتی ہے۔ سویڈن میں جس کے پاس نوکری نہیں ہوتی اس کو 2000 کرونا ماہانہ الاؤنس

ملتا ہے۔ گھر نہیں ہے تو سوشل سیکیورٹی والے گھر لے کر دیتے ہیں۔ بیمار ہو جائے تو اس کا مفت علاج کروایا جاتا ہے۔ اب ان کا روٹی، کپڑے اور مکان کا مسئلہ تو حل ہو گیا، اس کے بعد انسان کی خواہشات رہ گئیں، شہوات رہ گئیں۔ اس سلسلہ میں وہ جنسی اعتبار سے آزاد ملک کہلاتا ہے۔ کون کس کے ساتھ رہتا ہے، کب رہتا ہے، کیوں رہتا ہے، کسی کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ مسئلہ بھی ان کا حل ہو گیا۔ اب ان کے لئے ظاہری طور پر کوئی مسئلہ موجود نہیں ہے لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ سویڈن میں خودکشی کی شرح پوری دنیا میں سب سے زیادہ ہے مزید برآں وہاں 70% عورتوں کو طلاق ہو جاتی ہے۔ آپ خود اندازہ لگا لیجئے کہ وہاں کے لوگ کس قدر پریشانیوں میں زندگی گزار رہے ہوں گے۔

کافروں کو خدا یاد آیا

ایک مرتبہ فقیر امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا میں جا رہا تھا۔ ایک انجینئر صاحب گاڑی چلا رہے تھے جن کی وہاں اپنی ایک کمپنی ہے۔ راستے میں فقیر نے دیکھا کہ ایک چوراہے پر بہت بڑا بورڈ لگا ہوا تھا اور اس پر لکھا ہوا تھا Oh, God! فقیر نے بورڈ دیکھا تو حیران ہوا کہ پتہ نہیں یہ کس نے لکھ دیا۔ اگلے چوک پر گئے وہاں بھی یہی بورڈ دیکھا۔ اس شہر کا نام لاس اینجلس ہے جو کیلیفورنیا ریاست کا بڑا شہر ہے۔ بڑے بڑے فلمی سٹار اور سپر سٹار اس ریاست میں رہتے ہیں۔ وہاں کا گے ایریا پوری دنیا میں مشہور ہے۔ وہاں پر دوسرے چوک پر بھی Oh God! (اے خدا) لکھا ہوا دیکھا۔ پھر کسی تیسرے چوک پر گئے وہاں بھی ایک بہت بڑے بورڈ پر Oh God (اے خدا) لکھا ہوا دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ فقیر اتنی تو انگلش پڑھا ہوا

تھا کہ اس کا مطلب سمجھ لیتا مگر پھر بھی مقامی آدمی سے پوچھنا مناسب سمجھا۔ فقیر نے پوچھا کہ بھئی یہ کیا لکھا ہوا ہے۔ کہنے لگے، حضرت! Oh God (اے خدا) لکھا ہوا ہے۔ فقیر نے کہا، یہ کس نے لکھ دیا؟ کہنے لگے، حکومت نے لکھوایا ہے۔ فقیر نے ذرا حیران ہو کر اور متعجب ہو کر پوچھا، حکومت نے لکھوایا ہے؟ کہنے لگے آپ کو اس وجہ کا نہیں پتہ؟ فقیر نے کہا مجھے تو معلوم نہیں ہے۔

کہنے لگے سترہ جنوری 1994ء رات کو تین اور چار بجے کے درمیان یہاں کیلیفورنیا میں ایک زلزلہ آیا۔ اتنا سخت زلزلہ تھا کہ جو لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ وہ الٹ کر زمین پر آ گرے۔ کہنے لگا، جب میں اٹھا تو میں بھی زمین سے، میری بیوی اٹھی تو وہ بھی زمین سے اٹھی۔ میں نے کوئی چالیس پچاس آدمیوں سے پوچھا ہوگا سب لوگوں نے یہی جواب دیا کہ ہم زمین سے اٹھے۔ ہمیں ایک بندہ بھی ایسا نہ ملا جو بستر سے اٹھا ہو۔ یوں لگتا تھا کہ کسی نے اٹھا کر سب کو زمین پر پٹخ دیا ہے۔ مالی نقصان بھی کافی ہوا۔ لوگوں نے حکومت پر تنقید کی کہ جی آپ تو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم چاند پر بیٹھی ہوئی مکھی کی آنکھ کا فوٹو بھی اتار سکتے ہیں اور آپ کو یہ بھی پتہ نہ چلا کہ پاؤں کے نیچے کیا ہو رہا ہے۔ حکومت نے معذرت کی۔ اس نے کہا کہ ہاں ہمیں پتہ تو تھا کہ ایک زلزلہ آنا ہے مگر اس زلزلے کے واقع ہونے کا امکان (Probability) بہت کم تھا۔ کتنا تھا 100 میں سے ایک نہیں بلکہ چھ ہزار میں سے ایک حصہ امید تھی۔ گویا پانچ ہزار نو سو ننانوے حصہ امید تھی کہ زلزلہ نہیں آئے گا ایک حصہ شک تھا کہ آ جائے گا۔ لہٰذا انجینئرز نے فیصلہ کیا کہ جب ایک فی صد امید ہو تو وہ زلزلہ بھی نہیں آیا کرتا یہ تو چھ ہزار میں سے ایک ہے یہ بھلا کہاں آئے گا، لہٰذا سب مطمئن تھے، یعنی لمبی تان کر سو گئے۔

جس زلزلہ کو وہ سمجھتے تھے کہ کبھی نہیں آئے گا وہ آ گیا۔ اور عجیب بات یہ کہ زلزلے کا مرکز زمین کی سطح سے نو کلومیٹر نیچے تھا۔ نو کلومیٹر زمین کے نیچے فالٹ پوائنٹ تھا اور اس نے زمین پر اتنی تباہی مچادی، اگر یہ کوئی ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہوتا تو پھر معلوم نہیں کیا حال ہو جاتا ہے۔ اتنی تباہی مچی کہ زمین کے اندر ایک دراڑ پڑ گئی۔ اس فقیر نے اپنی آنکھوں سے وہ دراڑ دیکھی۔ زمین کا ایک ٹکڑا ادھر ہے اور زمین کا دوسرا ٹکڑا ادھر ہے۔ دیکھنے والے کو زمین میں دراڑ یوں پڑی ہوئی نظر آتی ہے۔ مزید برآں اب ایک اور زلزلہ آنے کا خدشہ باقی ہے اس کے واقع ہونے کا امکان نسبتاً بہت زیادہ ہے۔ اس کا نام انہوں نے **Big One** رکھا ہوا ہے یعنی بہت بڑا۔ یہ زلزلہ جب آئے گا تو انجینئر یہ کہتے ہیں کہ یہ لاس اینجلس کا شہر جس میں ہالی وڈ کے نام سے فلمی سٹار کی دنیا بستی ہے یہ سارے کا سارا سمندر برد ہو جائے گا۔ انجینئرز نے یہ کہنا شروع کر دیا تو بعض لوگوں نے ڈر کے مارے وہاں سے ہجرت کرنا شروع کر دی ہے۔ خیر وہ زلزلہ جہاں آیا تھا یعنی جس جگہ اس کا سنٹر تھا۔ اس سنٹر سے پچیس میٹر کے فاصلے پر مسلمانوں کی ایک مسجد تھی۔ اس مسجد کی ایک اینٹ کا بھی نقصان نہ ہوا۔ اور اس سے پچاس پچاس میل دور جو بڑی بڑی فلک بوس عمارات تھیں وہ زمین بوس ہو گئیں۔

پھر ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ سب عمارتیں اس زلزلے کی وجہ سے نہیں گریں۔ چند رہائشی عمارت گریں اور باقی ساری کی ساری سرکاری عمارتیں گریں۔ امریکہ میں ایک دستور ہے کہ رہائشی عمارتوں کو بیس سال کے لئے ڈیزائن کیا جاتا ہے اور بعض عمارتوں کو تیس سال تک کیلئے ڈیزائن کرتے ہیں۔ ہر بیس سال بعد یا تیس سال کے بعد عمارت کو گرا کر نئی عمارت بنا دی جاتی ہے۔ اگرچہ عمارت کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ چند اہم عمارتوں کو پوری زندگی کے لئے ڈیزائن کیا

جاتا ہے جسے لائف لائف ڈیزائن کہا جاتا ہے۔ مثلاً پولیس اسٹیشن، ہسپتال، فائر بریگیڈ اسٹیشن، ہائی وے کے بڑے بڑے پل وغیرہ۔ ایمرجنسی حالات سے نپٹنے کے لئے ان کو مضبوط ڈیزائن کیا جاتا ہے۔ سخت زلزلہ آرہا ہے، آندھی ہے، طوفان ہے ان کو ان حالات میں رہنے کیلئے ڈائنامک ڈیزائن کیا جاتا ہے اور ان پر اپنے اصل خرچ سے چھ سات گنا زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ عجیب حیران کن بات تو یہ ہے کہ اس زلزلے میں جتنی بھی عمارتیں گریں یا تو وہ پولیس اسٹیشن تھے یا فائر بریگیڈ اسٹیشن تھے۔ یا وہ ہسپتال کی عمارتیں تھیں یا وہ بڑے بڑے ہائی وے کے پل تھے۔ ڈیڑھ سو فٹ اونچے بنے ہوئے پل اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیچے گرے جیسے کہ کاغذ کی بنی ہوئی کسی چیز کو بچے نے دور پھینک دیا ہو۔ اس زلزلے کی وجہ سے حکومت بہت پریشان ہوئی۔ جب نقصانات کا اندازہ لگایا گیا تو 30 بلین ڈالر بنا۔ مقامی لوگوں نے بتایا کہ امریکہ نے کویت کی جنگ میں عربوں سے جو منافع کمایا تھا وہ 30 بلین ڈالر تھا۔ اس سے بھی عجیب بات یہ کہ جب بغداد کے شہریوں پر بمباری کی گئی تھی وہ دو سال پہلے سترہ جنوری کو رات کے تین اور چار بجے کا وقت تھا۔

؎ عدل و انصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

اس واقعے کو ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ مسی سپی دریا کے اندر طغیانی آگئی۔ طغیانی بھی عجیب آئی۔ حکومت نے دریا کی عام سطح سے 45 فٹ اونچے پل بنائے ہوئے تھے مگر دریا میں جب طغیانی آئی تو سارے ریکارڈ توڑ دیئے اور دریا کی بلندی 54 فٹ ہوگئی پلوں کے اوپر سے نو فٹ پانی گزر رہا تھا۔ سات ریاستوں میں پانی پھیل گیا نقصانات کا اندازہ 20 بلین ڈالر لگایا گیا۔ بڑی مصیبت اور پریشانی

آ گئی کہ 30 بلین ڈالر کا نقصان زلزلے میں ہو گیا اور 20 بلین ڈالر کا نقصان سیلاب میں ہو گیا۔

ابھی لوگوں کے آنسو خشک نہیں ہوئے تھے کہ ٹیکساس ریاست میں ٹارنیڈو آ گیا۔ ٹارنیڈو کہتے ہیں ہوا کے بگولے کو۔ ہوا کا یہ بگولہ بھی عجیب تھا اس کا قطر ڈیڑھ سو کلومیٹر تھا۔ یعنی وہ بگولہ جو چل رہا تھا تو زمین کے جس حصے پر وہ گھوم رہا تھا اس کا پھیلاؤ ڈیڑھ سو کلومیٹر تھا۔ وہ اتنا شدید تھا کہ اس نے ایک کار کو ایک طرف سے اٹھایا اور ڈیڑھ سو کلومیٹر دور جا کر پھینکا۔ سائنسدانوں نے تجزیہ کیا کہ اگر کسی جگہ پر پانچ سو نائٹروجن بم پھینکے جائیں تو ان کے دھماکے میں جتنی طاقت ہوگی اس سائکلون میں اس سے بھی زیادہ طاقت تھی۔ اس بگولے نے مکانوں کی چھتوں کو اڑا کر رکھ دیا۔ نقصان کا اندازہ 10 بلین ڈالر لگایا گیا۔

کل نقصان 60 بلین ڈالر کا ہو گیا۔ یہ اعداد و شمار وہاں کے مقامی لوگوں نے بتائے حقیقت حال تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ملک کے صدر نے قوم کو کہا کہ لگتا ہے کہ Mother nature (قدرت) ہم سے ناراض ہو گئی ہے۔ لہٰذا میں چرچ والوں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی سنڈے پریئر میں ملک کیلئے دعا مانگیں۔ جب صدر نے یہ درخواست کی تو اگلے دن کاؤنٹی والوں نے چرچ والوں سے پوچھا کہ صدر صاحب نے یہ درخواست کی ہے اب آپ بتائیے کہ کیا کرنا چاہئے۔ چرچ کے پادریوں نے کہا کہ لوگ اللہ کو بھول گئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے کی ضرورت ہے۔ انہوں پوچھا کہ اس کی کیا صورت ہو۔ چرچ والوں نے کہا کہ ایسا کریں بڑے بڑے بورڈ بنوا کر ان کے اوپر Oh God لکھوا کر مختلف چوراہوں پر لگوائیں تا کہ لوگوں کو اللہ یاد آ جائے۔ یہ راز تھا ان بورڈوں کے

پیچھے۔ یہ سن کر فقیر نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ جب ناراض ہوتے ہیں تو بڑے بڑوں کو تگنی کا ناچ نچا دیتے ہیں۔ پھر دنیا کی سپر پاور بھی "اے خدا" پکار اٹھتی ہے۔

اعمال کے انفرادی اور اجتماعی اثرات

اگر ہم انفرادی طور پر اپنے اعمال کو سنواریں گے تو اللہ رب العزت انفرادی طور پر ہمارے حالات کو سنوار دیں گے اور اگر اجتماعی طور پر بحیثیت قوم اپنے اعمال کو سنواریں گے تو اللہ رب العزت ہمیں بحیثیت قوم کامیابی عطا کریں گے۔ اعمال پر حالات کا انحصار ہے۔ اگر کسی فرد کے اعمال درست ہو جائیں گے تو اس کے ذاتی حالات بھی درست ہو جائیں گے اور اگر کسی قوم کے اعمال سنور جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کے حالات کو بھی سنوار دے گا۔

اس کے برعکس جب کوئی قوم سیدھی راہ سے بھٹکتی ہے تو ذلت و رسوائی اس کا مقدر بنتی ہے۔ دنیا میں اس کی مثالیں بہت گزریں ہیں۔ بڑی بڑی قومیں آئیں۔ ان کے عروج و زوال کی داستانیں قرآن مجید میں ملتی ہیں۔

قوم عاد کے غرور کا انجام

قوم عاد کو اپنی طاقت و قوت کا نشہ تھا اتنے لمبے چوڑے مضبوط جسم کے تھے کہ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا پہاڑوں کو کھود کر اپنا گھر بناتے تھے۔ وہ لوگ ترنگ میں آ کر کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟ انہیں اپنی طاقت کا گھمنڈ تھا، نشہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے ہمارے جیسا دنیا میں کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔ اپنے آپ کو وحید الزماں سمجھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس طاقت کے گھمنڈ میں آ کر انہوں نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی حتیٰ کہ اللہ رب العزت کا ان پر عذاب آیا اور عذاب بھی ایسا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحَ صَرْصَرًا ان پر اللہ تعالیٰ نے باد صرصر کو

بھیجا۔ مومن کیلئے وہ اتنی آرام دہ کہ ان کو اس میں سکون مل رہا ہوتا تھا اور کافر کیلئے وہ اتنی تند و تیز ہوتی تھی کہ اس کو پٹخ پٹخ کر زمین پر مارتی تھی۔ اتنے لمبے چوڑے مضبوط جسم رکھنے والے لوگ اس آندھی کی وجہ سے زمین سے ٹکرا ٹکرا کر مر گئے۔ دوسرے دن زمین پر ان کی لاشیں اس طرح بکھری ہوئی تھیں۔ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ جیسے کہ زمین پر کھجوروں کے تنے بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ وہ قوم تھی کہ جس کو خود بھی طاقت کا ناز تھا اور اللہ تعالیٰ ان کے طاقت ور ہونے کی تصدیق بھی فرماتے ہیں۔ قرآن پاک میں کہا گیا لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ شہروں میں پھر ایسی قوم پیدا نہیں ہوئی مگر طاقت کا نشہ انہیں لے ڈوبا۔ اپنے معبود حقیقی کے حکموں کو بھول گئے، مقصود حقیقی کو بھول گئے، سیدھی راہ کو گم کر بیٹھے۔ نتیجہ کیا نکلا دنیا میں ان کا انجام برا ہوا۔ آج کتابوں میں ان کے عبرتناک تذکرے موجود ہیں۔

ایک ناشکری قوم کا انجام

دنیا میں بڑی قوم سبا کو اپنی زراعت پر بڑا ناز تھا، اللہ رب العزت ان کے تذکرے فرماتے ہیں۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ان کیلئے قوم سبا کے مساکن میں بڑی نشانیاں ہیں۔ انہوں نے اتنے خوبصورت شہر بنا لئے تھے کہ راستے کے دونوں طرف باغات ہوتے تھے جَنَّتَانِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ان کے دائیں اور بائیں دونوں طرف باغات ہوتے تھے۔ شہر نہایت صاف ستھرے اور خوبصورت ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ان پر وافر ہوتی تھیں اور پروردگار کی طرف سے حکم یہ تھا كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ تم لوگ اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ، اتنا پاکیزہ شہر ہے، ورب

غفور اوران کا پروردگاران کی کوتاہیوں کو بخشنے والا ہے۔

جب نعمتیں وافر مقدار میں ملیں تو ان کی آنکھوں پر بھی پٹی بندھ گئی۔ کہنے لگے ہر طرف باغ ہی باغ ہوتے ہیں دیکھ دیکھ کر دل تنگ ہو گیا ہے۔ایک شہر سے دوسرے شہر تک جو راستے جاتے ہیں ان کے دونوں طرف باغات بھی ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔ کہنے لگے رَبَّنَا! اے ہمارے پروردگار! بَاعِدْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ہمارے اور ہمارے سفروں کے درمیان ایک مسافت پیدا کر دے۔ کہ ایک شہر ہو درمیان میں ویرانہ ہو۔ پتہ چلے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر گئے ہیں، اب تو پتہ ہی نہیں چلتا۔ جب انہوں نے اللہ رب العزت کی نعمتوں کے بے قدری کی تو پروردگار نے زمین کے پانی خشک کر کے ان کے باغات ختم کر دیئے ارشاد فرمایا ذٰلِکَ جَزَيْنَا هُمْ بِمَا كَفَرُوْا ہم نے ان کی ناقدری کی سزا اس طرح دی وَ هَلْ نَجزِی اِلَّا الْكَفُوْر (اور نہیں جزا دیتے مگر ہم ناشکر کو)۔

اسی طرح اور بھی کئی قومیں گزریں جو ناشکری کی وجہ سے تباہ ہوئیں۔قوموں کے عروج وزوال کی داستانیں قرآن میں کئی جگہ مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی قوموں کے عبرتناک انجام کا تذکرہ فرما کر پوچھتے ہیں۔ عَادًا وَّ ثَمُوْدَ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِکَ كَثِيْرًا. وَ كُلًا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَ مْثَالَ وَ كُلًا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا (اور قوم عاد کو اور ثمود اور کنویں والوں کو اور بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں مثالیں اور سب کو کھودیا ہم نے غارت کر کے)۔

حالات ادلتے بدلتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ تِلْکَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاس ہم انسانوں کے درمیان دنوں کو ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ اس آسمان نے دنیا کے کتنے

بادشاہوں کو بھیک مانگتے دیکھا۔ اور کتنے غریبوں کے گھروں میں پیدا ہونے والوں کو تخت کی زینت بنتے دیکھا۔ کبھی یوسف علیہ السلام بازار مصر میں بک رہے ہیں اور کبھی مصر کے تخت پر بیٹھے راج کر رہے ہیں۔ حالات کی اس اونچ نیچ سے وہی بچ سکتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ خود بچائے۔ مؤمن کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ گاہ ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

مؤمن کی مدد کا وعدہ

اللہ رب العزت تو ان مؤمنوں کے ساتھ مدد کا وعدہ فرماتے ہیں۔ سنئے قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا ہمارے ذمہ ہے مدد اپنے رسولوں کی۔ یہ تو ہوا لفظی ترجمہ۔ اگر اس کا مفہوم بتائیں تو یوں ہوگا کہ ہمارے اوپر فرض ہے مدد اپنے رسولوں کی۔ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز فرض نہیں ہے۔ مگر جو الفاظ استعمال ہوئے ان کا مفہوم یوں بنتا ہے۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا ہماری ذمہ ہے مدد اپنے رسولوں کی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ایمان والوں کی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اس دنیا کی زندگی میں وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ اور قیامت کے دن جب گواہیاں دی جائینگی۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا پھر ہم نے نجات دی اپنے رسولوں کو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور جو ان کے ساتھ ایمان والے تھے۔ کَذٰلِکَ حَقٌّ عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ہمارے اوپر حق ہے مؤمنین کی مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ یوں مدد کے وعدے فرماتے ہیں۔

ایک جگہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِا
اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تمہارے دشمنوں کو۔ تمہیں نہیں پتہ کہ تمہارے خلاف سازشیں کون کرتا ہے؟ تمہارے خلاف دل میں روگ کون رکھتا ہے؟ تمہاری بدخواہی کون چاہتا ہے، تمہیں نہیں پتہ۔ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتے ہیں۔ لہٰذا مومنین کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں سے خود نمٹ لیں گے۔

مؤمن کے غلبے کا اعلان

انفرادی طور پر کوئی مصیبت میں گرفتا ہو یا اجتماعی طور پر قرآن ہمیں کامیابی کی بشارت دیتا ہے۔ قرآن ہمیں کہہ رہا ہے وَ لَاتَهِنُوْا تم سست نہ ہو وَلَا تَحْزَنُوْا اور تم غم بھی نہ کرو وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ تمہی اعلیٰ اور بالا ہو گے اگر تم ایمان والے ہو گے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ اگر ہم اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں تو یہ ممکن ہی نہیں کہ دنیا میں کوئی ذلت اٹھانی پڑے۔ مؤمن کے ساتھ غلبے کا وعدہ ہے قرآن میں۔ تو مؤمن ہے اور غالب نہیں تو نقص ہے تیرے ایمان میں۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

میرے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

"ہمیں کہتا ہے یہ قرآن،

او میرے ماننے والے مسلمان!

تیرے ہاتھ میں ہو قرآن پھر تو دنیا میں رہے پریشان

تیرے ہاتھ میں ہو قرآن پھر تو دنیا میں ہو ناکام

تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں بنے غلام
غلامی نفس کی ہو شیطان کی ہو یا کسی انسان کی ہو، ناں ناں ناں.....
ہمیں کہتا ہے یہ قرآن، او میرے ماننے والے مسلمان!
اِقْرَاءْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ تو پڑھ قرآن تیرا رب کرے گا تیرا اکرام
تیرا رب تجھے عزت و وقار دے گا، تیرے ظاہر و باطن کو نکھار دے گا

مسلمانوں کی حالت زار

آج پوری دنیا میں جہاں کہیں مسلمان کا نام لیا جائے تو ایسے لگتا ہے جیسے کوئی برا لفظ کہہ دیا گیا ہے۔ میرے دوستو! ایسی ذلت اور رسوائی مومن کے مقدر میں تو نہیں لکھی جاتی۔ ہماری بداعمالیوں نے ہمیں اس حال تک پہنچا دیا۔ ایسی ذلت و رسوائی کی حالت ہے کہ مسلمان نوجوان اپنا نام بتانا پسند نہیں کرتے۔

باہر ملکوں میں جا کر دیکھو، باپ نے بیٹے کا نام محمد اور احمد رکھا ہوتا ہے۔ جبکہ بچے سکولوں میں جا کر دوسرے طلبا کو اپنا نام بتانا پسند نہیں کرتے۔ کہتے ہیں ہم یہ نام بتائیں تو لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ مسلمان ہیں۔ ایک آدمی ورجینیا میں ملا۔ ہم نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ کہنے لگا میرا نام موMoh ہے۔ میں نے کہا مو؟ یہ کیا نام ہوا؟ کہنے لگا ایک بات بتاؤں میں بہت بہت گناہ گار آدمی ہوں۔ ماں نے تو نام محمد رکھا تھا، اب میں یہاں آ کر لوگوں کو بتاتا کہ میرا نام محمد ہے تو لوگ مجھے ناپسند کرتے، کیونکہ میری نوکری کا مسئلہ تھا لہذا میں نے انہیں کہا کہ میرا نام مو ہے۔

اسی طرح نام جنید ہوتا ہے کہلاتے ہیں جونڈ۔ اتنی بری حالت ہو چکی ہے کہ مسلمانوں کے بچے آج اس فرنگی ماحول کے اندر مسلمانوں کا نام کہلواتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ یہ ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہوا کہ ہم نے گھر کے ماحول کو سنت

کے مطابق نہ بنایا اور بچوں کو صحیح دیندار نہ بنایا۔ آج یہ بچے مسلمانوں والے نام بھی پسند نہیں کرتے۔ ایمان کتنا کمزور ہو چکا ہے۔

امام عالَم یا غلام عالَم

آج ہم اپنے حالات کو دیکھیں تو ہم لوگ انفرادی طور پر بھی پریشان ہیں اور اجتماعی طور پر بھی پریشان ہیں۔ یاد رکھیے مومن کیلئے دو صورتیں ہیں۔ جس نے اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کر کے اسے راضی کر لیا تو پھر وہ امام عالم بنے گا اور اگر عمل میں کوتاہی کرے گا تو غلام عالم بنے گا۔ اس کیلئے تیسری کوئی جگہ نہیں ہے۔ کلمہ پڑھ کر اس نے ایک عہد کر لیا، اب دو ہی صورتیں باقی ہیں۔ اگر اس کو نبھائے گا تو امام عالم بنا دیا جائے گا اور اگر نہیں نبھائے گا تو غلام عالم بنا دیا جائے گا۔

خاکروبوں کے کام، بادشاہوں کی تنخواہ

آج ہماری حالت یہ ہے کہ کام تو ہم خاکروبوں والے کرتے پھرتے ہیں اور تنخواہ بادشاہوں کی مانگتے ہیں۔ اعمال کو دیکھیں تو محسوس نہیں ہوتا کہ ہم کسی کو اپنے اوپر حاکم اعلیٰ تصور کرتے ہیں۔ ہماری زبان سے یہ دعوے نکلتے ہیں کہ کام وہ کرنا ہے کہ جو ہماری مرضی۔ جب جسم پر اپنی مرضی چل رہی ہے تو اس پر اللہ رب العزت کی رحمتیں کیسے نازل ہوں گی؟ لہٰذا آج ہم انفرادی طور پر بھی پریشان ہیں اور اجتماعی طور پر بھی پریشان ہیں۔

اعمال بدلیں گے تو حالات بدلیں گے

میرے دوستو! ہم کہتے تو ہیں کہ حالات ٹھیک نہیں ہیں لیکن اس پر بھی غور

کریں کہ حالات کیسے ٹھیک ہوں گے؟ سنیں اور دل کے کانوں سے سنیں۔ جب اعمال درست ہوں گے تو اللہ رب العزت حالات کو درست فرمادیں گے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ فرشتے انسانوں کے اعمال روزانہ اللہ پاک کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال دیکھتے ہیں پھر جس طرح کے اعمال ہوتے ہیں اسی طرح کے حالات اللہ تعالیٰ ان پر نازل فرمادیتے ہیں۔

؎ جب کہا میں نے کہ یا اللہ تو میرا حال دیکھا
حکم آیا میرے بندے نامۂ اعمال دیکھ

کیا ہم اپنے اعمال کو دیکھتے ہیں؟ اعمال ٹھیک نہیں ہوتے لہٰذا اسی کے اثرات ہماری زندگی پر ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ایک ترتیب بنادی ہے اگر ہم پہلیا عمال سنواریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمارے حالات کو بھی سنواردیں گے۔

الٹی گنگا بہانے کی کوشش

ہم لوگ اس ترتیب کو بدلنے کے درپے ہوتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں حالات پہلے سنوریں پھر ہم اپنے اعمال کو بھی سنوارلیں گے۔ گویا کہ ہم الٹی گنگا بہانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کسی سے کہیں کہ بھئی نماز پڑھا کرو۔ وہ جواب دے گا بس تھوڑی سی کاروباری پریشانی ہے یہ دور ہوجائے تو انشاءاللہ میں نماز شروع کردوں گا۔ اوجی تھوڑی سی پریشانی سی ہے دعا کرو میں انشاءاللہ مسجد میں آیا کروں گا۔

یہ سمجھتے ہیں کہ پہلے حالات سنوریں گے اس کے بعد ہم اعمال سنواریں گے۔ یہ اللہ رب العزت کی بنائی ہوئی ترتیب کو بدلنے والی بات ہے۔ اگر ہم اس کو بدلنے کی کوشش کریں گے تو اسے ہم بدل نہیں سکتے۔ ہمیں اپنے اعمال کو پہلے سنوارنا

ہوگا۔ پھر اللہ رب العزت ہمارے حالات کو سنوار دیں گے۔

تقوی..... برکتوں کو کھینچنے کا مقناطیس

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اگر یہ بستی والوں والے ایمان لاتے اور تقوی کو اختیار کرتے ہم ضرور بالضرور آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازوں کو کھول دیتے۔ اس آیت میں یہ درس دیا جارہا ہے کہ اگر ہم پرہیز گاری اور نیکوکاری کی زندگی اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری زندگیوں میں برکت عطا فرمائیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کے رزق میں برکت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مال میں اللہ رب العزت نے اتنی برکت دی تھی کہ ایک بندہ مدینہ میں اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر نکلتا کہ میں کسی مستحق کو دے سکوں۔ سارا دن مدینے میں پھرتا، لوگوں سے پتہ کرتا مگر اسے ایک بندہ بھی زکوٰۃ کا مستحق نظر نہیں آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سب کے رزق میں برکتیں دے رکھی تھیں۔ سب لینے کی بجائے دینے والے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے دعا دی کہ اللہ! اس کے رزق اور اولاد میں برکت عطا فرما۔ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ایسی پوری ہوئی کہ میرے پاس اتنا مال تھا کہ سونے کی اینٹوں کو میں لکڑی کاٹنے والے کلہاڑے سے توڑا کرتا تھا۔ ماشاء اللہ۔ فرماتے تھے کہ میرے گھر میں درہم و دینار کا اتنا ڈھیر

لگ جایا کرتا تھا کہ اس کے پیچھے بندہ چھپ جایا کرتا تھا۔ اللہ تیری شان، اولاد اتنی کہ میں نے اپنی زندگی میں ایک سو سے زیادہ پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ سبحان اللہ،

امام مہدی علیہ السلام کے دور میں برکت

حدیث پاک میں آتا ہے جب امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے تو اس وقت ایک وقت آئے گا جب سب کے سب لوگ نیکی کرنے والے ہوں گے۔ اتنی برکتیں نازل ہوں گی کہ ایک گائے کا دودھ پورے کے پورے خاندان کے لئے کافی ہو جایا کرے گا۔ اتنی برکتیں نازل ہوں گی۔ اور آج تو سلیمان علیہ السلام کی مچھلی کی طرح ہم نے منہ کھولے ہوئے ہیں بس رزق ڈالا جا رہا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ **هَلْ مِنْ مَّزِيْد** (اور ہے، اور ہے)

برکت کیا ہوتی ہے؟

برکت یہ ہوتی ہے کہ کسی شخص کی صحت میں، کاموں میں، وقت میں، مال میں کسی قسم کی کمی یا احتیاج نہ پائی جائے بلکہ یہ سب چیزیں اس کو کافی شافی وافی ہو جائیں۔

ہمارے ایک بزرگ تھے ان کے بیٹے نے کہا کہ ابا جی! برکت کا لفظ تو بڑا سنتے رہتے ہیں مجھے وضاحت سے سمجھائیں کہ یہ برکت ہے کیا؟ فرمانے لگے کہ ادھر آؤ۔ چنانچہ وہ اسے لے گئے اور اپنے گھر کا ہینڈ پمپ دکھایا۔ فرمانے لگے کہ یہ برکت ہے۔ وہ ہینڈ پمپ دیکھ کے بڑا حیران ہوا، کہنے لگا ابا جی! یہ برکت کیسے ہوگئی۔ وہ کہنے لگے کہ بیٹا! آپ کی عمر بیس سال ہے اور آپ کی پیدائش سے پہلے

میں نے یہ ہینڈ پمپ لگوایا تھا۔ آج تک اس میں خرابی نہیں آئی۔ تو نہ اس کو ٹھیک کروانے میں میرا مال لگا، نہ وقت لگا اور نہ کوئی پریشانی ہوئی اسی کو برکت کہتے ہیں۔ تیس تیس سال تک چیزیں خراب ہی نہیں ہوتیں، ڈاکٹر کے پاس جانا بندے کو یاد ہی نہیں ہوتا، کبھی سر میں بھی درد نہیں ہوتا۔ یہ برکت ہوتی ہے۔

جب انسان گناہوں کی زندگی چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے برکتیں عطا کر دیتا ہے۔ اس کی صحت میں برکت، اس کے کاموں میں برکت، اس کے وقت میں برکت اور اس کے مال میں برکت دے دی جاتی ہے۔

صحت میں برکت

فرض کرو ایک انسان کی زندگی 80 سال کی ہے مگر صحت ایسی اچھی رہی کہ 80 سال کی عمر میں بھی وہ اپنے کام خود کرتا رہا۔ اس کے دانت ٹھیک، اس کا کھانا پینا ٹھیک۔ اس کو کوئی بیماری نہیں، کسی دوائی کی ضرورت نہیں، رات کو نیند نہ آنے کی شکایت نہیں نہ کبھی اس کو کسی ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت ہے۔ اس کی زندگی کے 80 سال ایسے گزریں گے جیسے ایک صحت مند انسان کے گزرتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی میں برکت عطا فرما دی ہے۔

اور جو لوگ نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ کر زندگی گزارتے ہیں انکی زندگی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ کئی لوگ آپ نے دیکھے ہوں گے جو بیماریوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو میری کمر میں درد ہوتا ہے۔ جب میں کھڑا ہوتا ہوں میری آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔ عمر کتنی ہے 25 سال۔ کہتے ہیں کہ جی میں کیا کروں ذرا سا کام کروں تو میری سانس پھول

جاتی ہے۔ مجھے کھایا پیا لگتا ہی نہیں۔ میں کیا کروں جب سوتا ہوں تو اٹھا ہی نہیں جاتا۔ او خدا کے بندے! تو نے غذائیں کھائیں، مشروبات پیئے، پھل استعمال کیئے۔ تیری جوانی ایسی کہ پچیس سال میں تیری کمر میں درد ہوتی ہے۔ ابھی تو تیری شادی بھی نہیں ہوئی۔ یہ تب ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا غلط استعمال کرتا ہے۔ ورنہ عام دستور نہیں ہے کہ جوانی میں کبھی اس ڈاکٹر کے پاس کبھی اس ڈاکٹر کے پاس جارہے ہیں۔ بھئی اللہ رب العزت کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق زندگی گزارو گے تو اللہ رب العزت دنیا کی زندگی میں بھی آسانی عطا فرما دیں گے۔

عام طور پر اللہ والوں کی ایسی صحت ہوتی ہے کہ کبھی انہیں ضرورت ہی نہیں ہوتی ڈاکٹر کے پاس جانے کی الا ماشاء اللہ۔ یہ برکت ہوتی ہے نیک اعمال کی۔ جب صحت میں سے برکت نکال لی گئی تو پھر پانی بھی پی لیا تو بیمار ہو گئے، روٹی بھی کھالی تو بیمار ہو گئے۔ وہی چیز جو دوسروں کیلئے صحت بنتی ہیں ان کیلئے بیماری بنی ہوتی ہے۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت میں برکت

اللہ رب العزت نے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی خوبصورتی اور صحت سے نوازا تھا کہ لاکھوں میں منفرد تھے۔ چہرہ مبارک اس قدر نورانی کہ جو ایک بار دیکھتا وہ دیکھتا ہی رہ جاتا۔ تقریباً نوے سال کی عمر ہو چکی تھی مگر دندان مبارک ٹھیک تھے۔ ایک مرتبہ فقیر نے ایک نرم روٹی کھانے کیلئے پیش کی تو فرمانے لگے کہ میرے دانتوں کو کیا ہے؟ مجھے سخت روٹی کھانے کیلئے دیا کرو۔ جب کسی کی طرف سے کوئی خط موصول ہوتا تو آپ عینک اتار کر اس کو پڑھا کرتے تھے۔

نزدیک کی بینائی آخر عمر تک ٹھیک رہی۔ سماعت اتنی اچھی تھی کہ کمرے میں بیٹھا کوئی شخص سرگوشی کے انداز میں بات کرتا تو بھی سن لیا کرتے تھے۔ جسم میں طاقت اتنی تھی کہ ہم جیسے لوگ جب انہیں سیڑھی چڑھتے سہارا دیتے تو چوزے لگ رہے ہوتے تھے۔ آپ کی قوت و طاقت کو دیکھ کر بے اختیار حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی شخصیت سامنے آجاتی تھی۔

ایک مرتبہ مری میں قرأت کانفرنس ہوئی۔ پورے ملک کے ممتاز قرأ اس میں شامل ہوئے رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ حضرت مرشد عالمؒ نے روزہ افطار کر کے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لے گئے۔ عشاء کی نماز اور تراویح ادا کیں۔ پھر مخلقرأت منعقد ہوئی۔ اسی حال میں سحری کا وقت ہو گیا۔ انتظامیہ نے سب لوگوں کیلئے مسجد میں ہی سحری کا انتظام کیا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت مرشد عالمؒ نے کھانا تناول فرمایا۔ سب لوگ سحری کے بعد وضو تازہ کر کے آئے۔ جب حضرت مرشد عالمؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت فجر کی اذان ہو چکی آپ تازہ وضو فرمائیں گے تو جواب میں فرمایا "میرا وضو کوئی کچا دھاگہ تو نہیں ہے" اس کے بعد آپ نے فجر کی نماز ادا کی پھر درس قرآن دیا۔ آخر پر اشراق کے نوافل پڑھ کر کمرے میں واپس تشریف لائے اور وضو تازہ کیا۔ نوے سال کی عمر میں شوگر کی بیماری کے باوجود مغرب کے وضو سے اشراق کی نماز ادا کرنا صحت کی برکت نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت مرشد عالمؒ سے فقیر نے اس کا راز پوچھا تو فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے لیلۃ القدر نصیب ہوئی میں نے اس رات میں عمر میں برکت مانگی یہ سب اس کے ثمرات ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

صحت میں برکت کا عجیب واقعہ

ہم لوگ ایک مرتبہ قزاقستان گئے تو ہمارے ساتھ امریکہ کے بھی کچھ دوست تھے۔ ایک جگہ میزبان نے علماء کو دعوت دی۔ اس نے ایک بکرا ذبح کر کے اس کا گوشت بھون کر سب کے سامنے رکھا۔ اب بھنا ہوا گوشت کھانا اچھا تو بڑا لگا مگر چربی ساتھ تھی۔ چربی سے تو آج کل کے نوجوان بھی گھبراتے ہیں اور ڈاکٹر بھی منع کرتے ہیں۔ ہم لوگ تو چن چن کے وہ بوٹیاں ڈھونڈ رہے تھے جن کے ساتھ چربی بالکل نہ لگی ہوئی ہو۔ ہمارے ساتھ ایک مقامی عالم آ کر بیٹھ گئے جن کی عمر ماشاءاللہ کہیں 95 سال تھی اور وہ صرف چربی کھا رہے تھے۔ ہم لوگ جو چربی اتار کر رکھتے وہ اس کو اٹھا کے کھا لیتے۔ ہمارے لئے اس بات کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا کہ اتنی چربی؟ جب ہم پریشان ہو گئے تو انہوں نے چمچ اٹھائی اور جو چربی نیچے شوربے میں تھی وہ بھر بھر کے پینا شروع کر دی۔ چربی کی بوٹی کھاتے اور اوپر سے چربی کی چمچ پی لیتے۔ یااللہ! اب تو ہمارے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا۔ اس فقیر نے پہلے ان سے سلام تو کیا ہی تھا اب ذرا تھوڑی سی بات بڑھائی اور ان سے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ کہنے لگے، 95 سال۔ فقیر نے پوچھا کہ صحت ٹھیک رہتی ہے؟ فرمانے لگے کہ پچانوے سال کی عمر میں آج تک میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک گولی بھی اپنے منہ میں نہیں ڈالی، میں نے آج تک کسی ڈاکٹر کو اپنا ہاتھ نہیں دکھایا۔ ہم لوگ ان کا منہ تکتے رہ گئے۔ یہ عمر میں برکت کہلاتی ہے۔

حافظے میں برکت

جب کوئی انسان معصیت سے پاک نیکی اور پرہیزگاری والی زندگی گزارتا ہے تو

اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو عقل کا نور عطا فرما دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کی دماغی صلاحیتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کی فراست میں وسعت اور فکر میں گہرائی آجاتی ہے۔

آج جس بندے کو بھی دیکھیں اپنے حافظے کی کمی کی شکایت کرتا ہے۔ کہتے ہیں جی کیا کریں کام یاد ہی نہیں رہتے۔ طلباء میں تو یہ شکایت بہت عام ہے کہ سبق یاد نہیں رہتا۔ آج قوت حافظہ ہے تو سہی مگر قوت حافظہ کی برکت نہیں ہے۔ اگر ہم اپنی زندگی کو گناہوں سے خالی کر دیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں شرح صدر عطا کر دیں گے۔ پھر ایک دفعہ کا پڑھا ہوا سبق بھی ہمیشہ کیلئے سینے میں محفوظ ہو جایا کرتا ہے۔ سلف صالحین کی زندگیاں طاعت و عمل سے معمور تھیں اسی نسبت سے ان کے حافظے بھی حیرت انگیز تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حافظہ میں برکت

مروان بن حکم نے ایک مرتبہ سوچا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کثرت سے احادیث کی روایت فرماتے ہیں تو ہم بھی ان سے کچھ احادیث سنیں۔ اس نے دعوت دی اور دعوت کے بعد حضرت رضی اللہ عنہ جہاں بیٹھے ہوئے تھے اس نے دو بندوں کو کاغذ قلم دے کر پردے کے پیچھے بٹھا دیا اور کہا کہ ہم کچھ احادیث سنیں گے آپ دونوں وہ تمام احادیث کاغذ پر لکھ لینا۔ دو آدمی اس لئے بٹھائے کہ لکھنے والے کو بھی غلطی پیش نہ آئے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس محفل میں سو سے زیادہ احادیث سنائیں اور واپس تشریف لے گئے۔

ایک سال گزرنے کے بعد اس نے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی۔ کھانے کے بعد پھر اسی طرح بٹھایا اور جن لوگوں نے پچھلے سال لکھا تھا ان کو کہہ دیا

کہ اب پھر لکھیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہ ؓ سے فرمائش کی کہ ہم تو وہی احادیث سنیں گے جو آپ نے پچھلے سال سنائی تھیں۔ حضرت نے وہی ایک سو احادیث سنائیں۔ دو بندوں نے کاغذوں پر لکھی ہوئی احادیث کے ساتھ ان کو ملایا ایک حرف کا بھی کہیں فرق نظر نہ آیا۔

یہ قوت حافظہ میں برکت ہے حالانکہ یہ جنگ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور شروع شروع میں بھول جایا کرتے تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اے محبوب ﷺ! میں بھول جاتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ چادر پھیلاؤ اور پھر اپنے دست مبارک سے ایسے اشارہ کیا جیسے کوئی چیز ڈالی، پھر کپڑے کو ایسے کیا جیسے کوئی گٹھڑی باندھ لیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے محبوب ﷺ سے علم کے دو برتن حاصل کئے۔ یہ برکت تھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے قوت حافظہ میں عطا فرمائی تھی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بے مثال حافظہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالکؒ سے درس حدیث حاصل کرنے کیلئے مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ جب میں مسجد نبوی پہنچا تو دیکھا کہ نماز کے بعد ایک بڑی عمر کے آدمی ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے ایک چادر باندھی ہوئی تھی دوسری اوپر لپیٹی ہوئی تھی۔ انہوں نے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کہنا شروع کر دیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ وہ دن تھے جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ احادیث کی املا کروا رہے تھے، میں بھی بیٹھ گیا۔ میرے پاس لکھنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ میں نے سننا شروع کر دیا۔ مجھے اپنے سامنے ایک تنکا پڑا نظر آیا تو میں نے تنکا اٹھا لیا اور تنکے سے اپنی ہتھیلی کے اوپر وہی

الفاظ لکھنے شروع کر دیئے۔ دوسرے لوگ تو قلم کے ساتھ کاغذوں پر لکھ رہے تھے اور میں اس تنکے کے ساتھ اپنی ہتھیلی پر لکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی میں وہ تنکا زبان سے لگا لیتا جیسے کہ قلم کو دوات میں ڈال کر سیاہی لگاتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے 127 احادیث اس محفل میں لکھوائیں حتیٰ کہ اگلی نماز کا وقت قریب ہو گیا تو انہوں نے محفل موقوف کر دی۔ میں چونکہ ان کے قریب بیٹھا تھا اور میرے اوپر ان کی نظر بھی تھی اس لئے انہوں نے مجھے اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ جب میں قریب آیا تو پوچھا، نوجوان! آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ مکہ مکرمہ سے آیا ہوں۔ میرا نام محمد ابن ادریس ہے۔ پوچھنے لگے کہ آپ ہتھیلی پہ کیا لکھ رہے تھے؟ عرض کیا کہ حدیث پاک۔ کہنے لگے، دکھاؤ۔ جب ہتھیلی دیکھی تو صاف، کچھ بھی نظر نہ آیا۔ کہنے لگے کہ اس پر تو کچھ نہیں لکھا ہوا۔ میں نے کہا میں تو اپنے منہ سے نمی لے کر اس کے ساتھ لکھ رہا تھا۔ فرمانے لگے کہ یہ تو حدیث پاک کے ادب کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت! بات یہ ہے کہ میں مسافر ہوں، میرے پاس نہ کاغذ ہے نہ قلم۔ میں ظاہراً ایک عمل کر رہا تھا کہ جیسے املا کر رہا ہوں مگر حقیقت میں تو میں اپنے دل پر لکھ رہا تھا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، یہ تو تب مانیں جب ان میں سے دس احادیث صحیح متن اور سند کے ساتھ سنا دو۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پہلی حدیث سے سنانا شروع کیا ایک سو ستائیس احادیث متن، سند اور اسی ترتیب کے ساتھ ساتھ ان کو سنا ڈالیں۔ تو یہ کیا چیز تھی؟ یہ قوت حافظہ میں برکت تھی۔ ایک مرتبہ سننے سے ہی احادیث زبانی یاد ہو گئیں۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ

قریب کے زمانے میں ہمارے اکابرین علماء دیوبند ارجمند کے علوم میں اللہ

تعالیٰ نے بہت برکت عطا کی تھی۔ ایک مرتبہ شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ بارش کا موسم ابھی ختم ہوا ہے اور بارش کے موسم میں کتابوں کو نمی کی وجہ سے دیمک لگنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے تو بہتر ہے کہ ہم یہ کتابیں باہر دھوپ میں رکھ دیں، اچھی طرح دھوپ لگ جائے گی تو اندر رکھ دیں گے۔ اگر کسی کی جلد خراب ہوئی اور صفحہ درست نہ ہوا تو اسے بھی ٹھیک کر دیں گے۔ چنانچہ وہ شاگرد یہ کام کرنے لگ گیا۔

اس زمانے میں زیادہ کتابیں مخطوطہ ہوتی تھیں۔ شاگرد نے ایک کتاب نکالی اور کہنے لگا، حضرت! اس کے تو پانچ چھ صفحے دیمک نے چاٹ لئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس جگہ پانچ چھ صفحے سفید لگا دو۔ اس نے سفید کاغذ لگا کے دھوپ میں رکھ دیا۔ جب خشک ہو گئے تو کہنے لگا، حضرت! اب کیا کروں؟ فرمانے لگے، بھئی! جو عبارت موجود نہیں ہے وہ اس پر لکھ دو۔ اس نے کہا، حضرت! میں نے تو یہ کتاب پچھلے سال پڑھی تھی، مجھے تو زبانی یاد نہیں۔ فرمانے لگے، اچھا! پچھلے سال پڑھی ہوئی کتاب زبانی یاد نہیں۔ بتاؤ کونسی کتاب ہے؟ اس نے کہا میبذی۔ حالانکہ یہ کتاب چھوٹی سی ہے، لیکن مشکل کتابوں میں سے ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہاں سے کتاب کی عبارت منقطع ہوئی ہے؟ اس نے آخری لفظ بتایا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آگے لکھوانا شروع کر دیا۔ اسی جگہ بیٹھے ہوئے عبارت کے کچھ صفحے اپنی یادداشت سے زبانی لکھوا دیئے۔ یہ علم کی برکت تھی۔ کتاب پڑھے ہوئے سالوں گزر جاتے تھے مگر عبارت یاد رہتی تھی۔

کاموں میں برکت

کاموں میں برکت یہ ہوتی ہے کہ جس کام کیلئے وہ بندہ قدم اٹھالیتا ہے اللہ تعالیٰ وہ کام پورا کروا دیتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کچھ قسمت والے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ مٹی کو ہاتھ لگا دیں تو سونا بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں میں برکت دے دیتے ہیں۔ اگر کچھ لوگوں کے درمیان جھگڑے ہوں اور وہ سلجھانے کا ارادہ کرلیں کہ صلح صفائی کروانی ہے تو سالوں کے جھگڑے کرنے والے مخالفین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں۔ وہ لوگ جس کام میں ہاتھ ڈال دیں اللہ تعالیٰ اس کام کو سلجھا دیتے ہیں۔

دوسری طرف آپ نے کئی لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ ان کا ہر کام لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ بیوی بھی جھگڑتی ہے کہ آپ کام نہیں کرتے، دفتر والے بھی ناراض ہو کر کہتے ہیں کہ آپ کام نہیں کرتے، وہ خود بھی پریشان ہوتے ہیں کہ میرے کام پورے نہیں ہوتے۔ ان کے وقت میں سے اللہ تعالیٰ برکت نکال لیتے ہیں۔ بیچارہ بھاگتا پھرتا ہے، دوڑتا ہے اِدھر اُدھر، یہ بھی کرنا ہے وہ بھی کرنا ہے میں کروں تو کیا کروں کام پورے نہیں ہوتے۔ حضرت! ہمارا تو کوئی کام ہوتا ہی نہیں، ہمارا تو ہر کام الجھ جاتا ہے۔ بھئی جب ہم خود سیدھے نہیں تو ہمارے کام کیسے سیدھے ہوں گے۔

وقت میں برکت

جب وقت میں برکت عطا کر دی جاتی ہے تو جتنا بھی وقت ہوتا ہے اس میں

زیادہ کام کرنے کی توفیق عطا کر دی جاتی ہے۔ آج دیکھیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ دن گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ جی ہاں انہیں دن گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا اور اللہ والے اسی دن میں معلوم نہیں کیا کیا کرلیا کرتے ہیں۔ کسی اللہ والے کے ساتھ ایک دن گزارو آپ کو یوں لگے گا کہ میں ایک دن کی بجائے تین دن ان کے ساتھ گزار کر جا رہا ہوں۔ وقت کی برکت اتنی ہو جاتی ہے یوں لگتا ہے جیسے میں نے بہت عرصہ ان کے ساتھ گزار لیا۔

ایک محدث کے وقت میں برکت

ایک بزرگ تھے بڑے محدث انہوں نے بڑی بڑی کتابیں لکھیں ان کی وفات کے بعد جب گنا گیا کہ انہوں نے زندگی میں اپنی کتابوں کے جو صفحات لکھے تھے وہ کتنے تھے اور ان کی زندگی کے دن کتنے تھے۔ جب ان کو تقسیم کیا گیا تو ہر دن میں تیس صفحات بنے۔ اب بتایئے تیس صفحات ہم ایک دن میں پڑھ نہیں سکتے، انہوں نے زندگی کے ہر دن میں تیس صفحات نئی کتاب کے لکھ ڈالے۔ اس کو وقت کی برکت کہتے ہیں۔

حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں برکت

حضرت اشرف علی تھانویؒ نے جو کتابیں خود تصنیف کیں یا اپنے خلفاء حضرات کو ہدایات دیکر لکھائیں ان کی تعداد ستائیس سو بنتی ہے۔ تاریخ اسلام میں اتنا بڑا مصنف و مؤلف شائید ہی کوئی گزرا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے وقت میں برکت دے دی تھی۔ اس کام کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے متعلقین کی تربیت پر ایسا کام کیا کہ سینکڑوں خلفاء تیار کیئے۔ اسی لئے تو انہیں حکیم الامت اور مجدد ملت کہتے ہیں۔

مال میں برکت

جب مال میں سے برکت نکل جاتی ہے تو جتنا مرضی مال ہو وہ ضرورتوں کو پورا ہی نہیں کرتا۔ کہتے ہیں جی ایک وقت تھا جب ہم نے لوگوں سے لاکھوں لینے تھے آج وقت آ گیا ہے کہ ہم نے لاکھوں دینے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی کیا کریں آتا بھی بہت ہے اور جاتا بھی بہت ہے۔ کیا کریں جی خرچے پورے نہیں ہوتے۔ یاد رکھیں جب مال کی برکت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ضروریات کو کم کر دیتے ہیں۔ انسان کی زندگی کی ساری ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔

کئی لوگ ہیں کہ سالہا سال انہوں نے ڈاکٹر کو کبھی پیسہ نہیں دیا۔ اور کئی ہیں کہ روز کوئی نہ کوئی ان کے گھر کا کوئی فرد ڈاکٹر کے پاس جا رہا ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے حضرت میں نے گنا کہ ایک مہینے میں میرے گھر میں 105 بوتلیں دوائیوں کی آئیں۔ تو یہ سب مال میں بے برکتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے رزق میں برکت

ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں برکت تھی۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ سے تین روپے ماہانہ مشاہرہ ملا کرتا تھا۔ اس زمانے میں بہاولپور کے نواب صاحب نے ایک بڑا جامعہ بنایا، یونیورسٹی بنائی۔ علما سے مشورہ کیا تو علما نے کہا، بلڈنگ آپ بنا دیں پھر آپ کو ہم ایک شخصیت بتائیں گے، اس شخصیت کو اگر آپ یہاں لے آئے تو جامعہ آباد ہو جائے گا۔ اس نے کہا، ٹھیک ہے ہیرا تم چن لینا دام میں لگا دوں گا۔ کیونکہ نواب صاحب کو اپنے خزانے پر بڑا مان تھا۔

جب یونیورسٹی بن گئی تو اس نے علماء کو بلایا اور کہا کہ آپ کس عالم کو اس جامعہ

کا سربراہ بنانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو جو کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان کا وہاں کتنا مشاہرہ ہوگا؟ کہنے لگے کہ مدرسے میں تو تین روپے ہے۔ کہنے لگا کہ وفد بن کر جائیں اور میری طرف سے جا کر کہیں کہ یہاں آپ کو رہنے سہنے اور اٹھنے بیٹھنے کی ہر سہولت موجود ہوگی اور آپ کا ہر مہینے کا مشاہرہ 100 روپے ہوگا۔ 33 گناہ مشاہرہ بڑھ جائے گا، یوں سمجھئے کہ جیسے کوئی تین سو لے رہا ہو اور اسے کہہ دیا جائے کہ آج سے آپ کی تنخواہ تین لاکھ ہو جائے گی۔ علماء کہنے لگے کہ نواب صاحب! اب تو ہم انہیں کسی نہ کسی طرح لے ہی آئیں گے۔ چنانچہ علماء بڑے شوق اور دل کی خوشی کے ساتھ وہاں سے چلے کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر ہی آئیں گے، بس ہمارے بتانے کی دیر ہوگی۔ وہاں گئے، ملے، بیٹھے اور کہنے لگے، حضرت! ہم ایک عظیم مقصد کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ پوچھا، کیا مقصد ہے؟ عرض کیا کہ نواب صاحب نے ایک جامعہ بنایا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ کم از کم ایک لاکھ کتابوں کی لائبریری بنادوں گا۔ آپ کو علم سے بڑا شغف ہے، اتنی کتابیں تو اور کہیں ایک جگہ مل بھی نہیں سکتیں، آپ کو کل اختیار ہوگا اور آپ کا مشاہرہ بھی 100 روپیہ ہوگا۔

حضرت نے بات سنی تو فرمایا، میں تو بالکل ہی نہیں آسکتا۔ انہوں نے پوچھا، حضرت! وہ کیوں؟ حضرت نے فرمایا، کہ تین روپے اس وقت میرا دارالعلوم میں مشاہرہ ہے اور تین میں سے دو روپے میں اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روپیہ میں یتیموں، بیواؤں اور غریبوں پر خرچ کرتا ہوں۔ اس ایک روپیہ کے مستحق لوگوں کو ڈھونڈنے پر بھی مجھے وقت لگانا پڑتا ہے اگر میں بہاولپور آ گیا اور میرا مشاہرہ 100 روپے بن گیا تو میرا تو خرچہ دو روپے ہی رہے گا اور مجھے

98روپے لوگوں پر خرچ کرنے پڑیں گے۔ اس طرح تو مجھے سارا مہینہ ضرورت مندوں کو ڈھونڈنے میں لگ جائے گا، اس لئے میں وہاں نہیں آ سکتا۔ ایسا جواب دیا کہ پھر ان کو بات کرنے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ سبحان اللہ

ایک دینار کی برکت

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید بڑا پریشان ہو کر کہنے لگا حضرت! حج کا ارادہ ہے لیکن کچھ بھی پاس نہیں۔ فرمایا، حج پر جاؤ اور میری طرف سے یہ دینار لے کر جاؤ۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دینار لے کر باہر نکلا۔ ابھی بستی کے کنارے پر ہی تھا تو دیکھا کہ ایک قافلہ جا رہا ہے۔ اس نے بھی قافلے والوں کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پوچھا، بھئی! بتاؤ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ حج پر جا رہے ہیں۔ اس نے کہا، میں بھی حج پر جا رہا ہوں مگر میں تو پیدل چلوں گا۔ وہ کہنے لگے کہ ایک آدمی نے ہمارے ساتھ جانا تھا وہ بیمار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ پیچھے رہ گیا ہے، اس کا اونٹ خالی ہے، آپ اس پر سوار ہو جایئے۔ یہ شخص اونٹ پر بیٹھ گیا۔ اب جہاں قافلے والے رکتے اور کھانا پکاتے اس کو مہمان سمجھ کر ساتھ کھلاتے۔ پورا حج کا سفر اس نے اسی طرح طے کیا۔ آخر کار ان کے ساتھ حج کر کے واپس آیا اور بستی کے کنارے پر انہوں نے اسے اتارا۔ اس کو کہیں بھی پیسہ خرچ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا، حضرت! عجیب حج کیا، میں تو مہمان ہی بن کر پھرتا رہا اور اب یہاں پہنچ گیا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارا کچھ خرچ ہوا؟ عرض کیا، کچھ بھی خرچ نہیں ہوا۔ فرمانے لگے "میرا دینار واپس کر دو"۔ اللہ والوں کا ایک دینار بھی خرچ نہیں ہوتا۔ برکت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دینار کو خرچ ہی نہیں ہونے

دیتے۔ یہ مال میں برکت تھی جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی تھی۔

بغاوت کا نتیجہ

جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ برکات انسان کی زندگی میں شامل حال رہتی ہیں انسان کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی کرتا ہے، برکتیں روک لی جاتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اے انسانو! بے شک تمہاری بغاوتیں تمہاری اپنی جانوں پر ہیں۔ جب بھی کوئی انسان کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس کے بدلے میں اللہ رب العزت کی برکتوں میں سے کوئی نہ کوئی برکت اس سے ہٹالی جاتی ہے۔

پریشانیوں کی بارش

یوں سمجھئے کہ پریشانیوں کی بارش ہو رہی ہے اور اللہ رب العزت کی رحمت کی چادر نے ہمیں پریشانیوں کی اس بارش سے بچایا ہوا ہے۔ لیکن جب ہم گناہ کرتے ہیں تو اس چادر میں ایک سوراخ ہو جاتا ہے۔ جتنے گناہ کرتے ہیں اتنے سوراخ ہوتے جاتے ہیں۔ اتنے سوراخوں سے پریشانیاں ہمارے اوپر آتی ہیں۔ کئی لوگوں نے تو اس کو چھلنی بنایا ہوا ہے اور وہ کہتے بھی ہیں کہ پریشانیوں کے اندر ہم تو ہر وقت ڈوبے رہتے ہیں۔ ان کے اوپر ان کے گناہ کا وبال ہوتا ہے۔

گناہوں کا وبال

آپ دیکھیں یہ جو بڑے بڑے ہوٹل ہوتے ہیں فائیو سٹار، سیون سٹار، ان میں جب کوئی بڑی دعوت ہوتی ہے تو کھانا بڑے بڑے برتنوں میں رکھ دیتے ہیں

اور ہر برتن کے نیچے چھوٹا سا ایک چراغ جلا دیتے ہیں Heat Source (منبع حرارت) گرمی پہنچانے کیلئے۔ان سے پوچھیں کہ یہ کیوں جلایا؟ جواب دیتے ہیں کہ یہ کھانے کو گرم رکھتا ہے۔تو جو بندہ اللہ رب العزت کے در سے رخ پھیر لیتا ہے،اللہ تعالیٰ بھی اس کی زندگی میں Heat Source پیدا کر دیتے ہیں۔جو اس کو گرم رکھتا ہے۔کسی کو بیوی ایسی دے دی جو اس کو پریشان رکھتی ہے۔کسی کو بیٹا ایسا دے دیا کہ ہر وقت بیٹے کی طرف سے پریشان۔کسی کو بیماری ایسی لگا دی کہ ہر وقت پریشان،کسی کا کاروبار ایسا بنا دیا کہ ہر وقت پریشان۔آج کل ہر بندے کی زندگی میں آپ کو کوئی نہ کوئی Heat Source نظر آئے گا الا ماشاء اللہ ۔یہ اللہ نے گرم رکھنے کیلئے جلایا ہوا ہوتا ہے۔

آگ لگے اور گرمی نہ پہنچے یہ کیسے ممکن ہے۔اسی طرح گناہ کرے اور اس کا وبال نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔اس وبال کی کئی صورتیں ہیں۔

پہلا وبال

ایک وبال تو یہ کہ ذہنی سکون چھین لیا جاتا ہے۔لہٰذا گناہ کسی نہ کسی صورت انسان کے دل کو پریشان رکھتا ہے۔دل کو سکون نہیں ملتا۔میرے دوستو جب تک آپ گناہوں کی جان نہیں چھوڑیں گے۔تب تک پریشانیاں آپ کی جان نہیں چھوڑیں گی۔آپ پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیں یا زمین کی پستی میں چلے جائیں پریشانیاں آپ کے پیچھے پیچھے ہوں گی۔آپ کو اس قدر پریشان کریں گی کہ آپ پریشان ہو کر کہیں گے کہ جی میں کیا کروں مجھے کوئی حل نظر نہیں آتا۔حالانکہ اس کا حل تو بہت آسان ہوتا ہے۔وہ یہ کہ آپ گناہ کو ترک کر دیں۔

دوسرا وبال

اور دوسرا وبال یہ ہوتا ہے کہ نیک اعمال سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ پہلے تہجد پڑھتا تھا اب سستی ہونے لگی۔ کہے گا جی پتہ نہیں نیند اتنی آتی ہے کہ اٹھا ہی نہیں جاتا۔ اللہ کے بندے! یہ نہیں کہ تم نہیں اٹھتے بلکہ تمہیں اس مقبول وقت میں اٹھنے ہی نہیں دیا جاتا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس مقبول وقت میں آپ کی شکل دیکھنا پسند ہی نہیں کرتے۔ پہلے نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتا تھا اب سستی ہونے لگ گئی۔ کہتا ہے پتہ نہیں کیا ہے جی چاہتا ہے کہ نماز پڑھوں لیکن پڑھی نہیں جاتی۔ اصل میں توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اسی طرح بعض لوگ تلاوت قرآن اور دیگر اذکار کی توفیق سے محروم ہوتے ہیں۔

عبادت سے غفلت کا نتیجہ

چنانچہ ایک تابعیؒ فرماتے تھے کہ جب کبھی عبادت میں مجھ سے کوئی غفلت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس کا نتیجہ فوراً میرے اہل خانہ پر وارد ہوا۔ میں گھر آیا یا تو بیوی مجھ سے جھگڑا کرنے لگی یا میرے بیٹے نے میری نافرمانی کی یا میرے خادم نے میری حکم عدولی کی اور اگر ایسا نہ ہوا تو میری سواری کے جانور نے میری نافرمانی کی۔ انسان اللہ رب العزت کی جب بھی نافرمانی کرے گا اللہ کی مخلوق اس کی نافرمانی کرے گی۔ چنانچہ لوگ آج کیوں کہتے ہیں جی دعا کریں بچے پڑھ تو گئے ہیں لیکن اپنی مرضی کرتے ہیں۔ جب خود اپنے پروردگار کی فرمانبرداری نہیں کرنی تو پھر اولاد ان کی فرمانبرداری کیا کرے گی۔ اگر نسان اپنے آپ کو گناہوں سے بچا لے، اگر گناہوں سے سچی توبہ کر لے تو رب کریم کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہونے

شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر رزق میں برکت ہوگی وقت میں برکت ہوگی۔ آج ہماری زندگی سے برکتیں ختم ہوگئیں ہیں۔

بد نیتی کا اثر

بداعمالیوں کے برے اثرات تو انسان کے حالات پر پڑتے ہی ہیں۔ انسان کی نیت میں فتور آجائے تو اس کا بھی اثر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ نوشیرواں بادشاہ اپنے مصاحبوں کے ساتھ شکار کے لئے نکلا۔ کہیں شکار کا پیچھا کرتے کرتے وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور راستہ بھٹک گیا۔ چنانچہ وہ چلتا چلتا وہ انار کے ایک باغ میں جا نکلا۔ چہرے پر تھکان کے اثار تھے۔ باغ کے مالک نے اجنبی کو دیکھا تو اس نے اناروں کا جوس نکال کر پیش کیا۔ بادشاہ نے رس پیا تو بہت ہی شیریں اور فرحت بخش تھا۔ اس نے مالک کو کہا کہ ایک گلاس اور پلا دو۔ دل میں یہ خیال آیا کہ یہ تو بڑے اعلیٰ قسم کے انار ہیں کیوں نہ اس باغ کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے۔ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ باغ کا مالک دوسرا گلاس رس کا نکال کر لے آیا۔ اب جو اس نے پیا تو اس کا ذائقہ ترش تھا۔ اس نے پوچھا کہ اب تم نے انار کہاں سے توڑے؟ مالک نے جواب دیا کہ وہیں سے جہاں سے پہلے توڑے تھے۔ بادشاہ نے کہا کہ کیا بات ہے کہ پہلے جو میں نے رس پیا ہے تو وہ انتہائی لذیذ تھا اور جو دوسری مرتبہ لے کر آئے ہو وہ بدمزہ تھا؟ باغ والا بھی کوئی نیک انسان تھا۔ کہنے لگا جناب انار تو اسی درخت کے تھے جہاں سے پہلے توڑے تھے۔ اگر واقعی ایسا ہوا ہے جیسا آپ کہہ رہے ہیں تو پھر لگتا ہے کہ ہمارے ملک کے بادشاہ کی نیت میں کوئی فرق آ گیا ہے جو ان کا ذائقہ بدل گیا ہے۔

لمحہء فکریہ

یاد رکھیں جو گناہ ہم کرتے ہیں اس کی وجہ سے کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی برکت کو روک لیا جاتا ہے۔ اگر ہم نافرمانیوں سے باز نہیں آئیں گے تو اوپر سے برکتوں کو بھی نہیں اتارا جائے گا۔ ہم پریشانیوں میں گھر جائیں گے۔ ہم ظاہر میں بڑی محنت کر رہے ہوں گے مگر نتیجہ صفر ہوگا۔ بعض دوست کہتے ہیں حضرت دن رات کوشش تو بڑی کرتے ہیں مگر فائدہ کوئی نہیں۔ ہم لنگوٹ باندھ باندھ کر میدان میں اتریں گے کہ پریشانیاں ختم ہو جائیں مگر پریشانیاں ختم ہونے کا نام نہیں لیں گی۔ ایک ختم نہیں ہوگی دوسری اوپر سے آئے گی تیسری ختم نہیں ہوگی چوتھی اوپر سے آئے گی۔ تو اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ ہم اپنے پروردگار سے صلح کر لیں ہم اس کی نافرمانیاں کرنا چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں پریشانیوں سے محفوظ فرمالیں گے۔

جب تک رب کریم کی نظر رحمت نہ ہوئی یہ پریشانیاں انسان کے دل کو پریشان رکھیں گی۔ یہ مصیبتیں خود ہم نے اپنے گناہوں کی وجہ سے خریدی ہیں۔ ہم تو بھاگ بھاگ کر مصیبتیں خرید رہے ہیں۔ گناہوں کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں۔

کس نے پریشان کیا؟

یاد رکھئے آج فلاں کہتا ہے کہ ہمیں فلاں نے پریشان کیا ہوا ہے۔ کبھی کہتا ہے مجھے کاروبار نے پریشان کر رکھا ہے، کبھی کہتا ہے اولاد نے پریشان کر رکھا ہے، کبھی کہتا ہے مجھے حکومت نے پریشان کر رکھا ہے، حکومت کہتی ہے ہمیں عوام نے

پریشان کر رکھا ہے ہم سب ایک دوسرے کے نام لیتے رہتے ہیں میرے دوستو یقین جانیئے کسی نے کسی کو پریشان نہیں کیا ہوا ہم نے خود اپنے آپ کو پریشان کیا ہوا ہے۔ ہم بداعمالیاں نہیں چھوڑتے، پریشانیاں ہماری جان نہیں چھوڑتیں۔ اسی لئے فرمایا گیا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ خشکی اور تری میں جو فساد نظر آتا ہے وہ انسانوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔

قوم کی پریشانی

آج من حیث القوم ہم سب پریشان ہیں، لوگوں کے کاروبار بند ہیں۔ وقت پریشانی میں گزر رہا ہے، آسمان سے بارشوں کا نزول بند، زمین میں پانی کی سطح نیچے گر گئی اور دوکانیں ویسے بند ہو گئیں، یوں محسوس ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے ہمارے لئے رزق کے دروازوں کو بند کر دیا ہے۔ اب ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس آزمائش میں سے کیسے نکل سکتے ہیں۔

بھوک، ننگ اور خوف کا لباس

جب بندہ نعمتوں کی ناقدری کرتا ہے تو پھر اللہ رب العزت جلال میں آتے ہیں۔ اس لئے کفران نعمت کی وجہ سے نعمتیں بڑی جلدی چھن جاتی ہیں۔ فرمایا وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً اور اللہ مثال بیان کرتا ہے ایک ایسی بستی والوں کی كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً امن بھی تھا اطمینان بھی تھا يَاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ چاروں طرف سے ان کے رزق کی بہتات ہو رہی تھی فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کی فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا

کَانُوا یَصْنَعُوْن اللہ تعالیٰ نے ان کو بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا بوجہ اس کے کہ برے کام کرتے تھے۔

آج دیکھئے کہیں ہمارے اوپر بھوک ننگ اور خوف کا لباس تو نہیں آیا ہوا سوچیں۔ ہر بندہ جو شکوے کرتا ہے کہ کاروبار نہیں چلتا۔ لگتا ہے کسی نے بندش کی ہوئی ہے۔ سونے کو ہاتھ لگاتا ہوں تو مٹی بن جاتا ہے۔ قرضوں میں جکڑا پڑا ہوں، خرچے پورے نہیں ہوتے۔ ایسا تو نہیں کہیں بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا گیا ہو۔ ہر وقت سر کے اوپر خوف مسلط ہے۔ بلکہ پوری قوم پر خوف مسلط ہے۔ فلاں حملہ نہ کر دے، فلاں ناراض ہو گیا ہے وہ تین ٹکڑے نہ کر دے۔ پوری قوم پر خوف مسلط ہے، پتہ نہیں بنے گا کیا؟ جب انسان اللہ رب العزت کی نعمتوں کی ناقدری کرتا ہے تو اس پر خوف مسلط کر دیا جاتا ہے۔

تاجر طبقے کی پریشانیاں

آج دیکھیں ہمارے دوکاندار بھائی پریشان حال ہیں۔ یہ تو سوچتے ہیں کہ جلدی ہمارے مسائل حل ہو جائیں، کبھی مل بیٹھ کر انہوں نے سوچا کہ ہم اللہ سے معافی بھی مانگیں۔ کہیں تاجران کمیٹی نے اللہ سے اجتماعی طور پر معافی مانگی ہو۔ کہ ہمارے گناہوں سے، ہماری بددیانتی سے، جھوٹ سے، نمبر دو کاموں سے پتہ نہیں کس بات سے تو ناراض ہے کہ ہمارا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ مولیٰ ہم معافی مانگتے ہیں۔ پورے ملک میں آپ کو کہیں معافی مانگنے والے نظر نہیں آئیں گے۔ او خدا کے بندو! مسائل کے حل کے لئے بندوں کے ساتھ تو مذاکرات کر رہے ہو بندوں کے پروردگار کا بھی دروازہ کھٹکھٹا لیتے۔ مسائل تو اس نے حل کرنے ہیں۔ جن سے بالواسطہ مسائل حل ہونے ہیں ان کو منانے کیلئے کئی مہینوں سے کوششیں کر رہے ہو

اور جس نے بلا واسطہ مسائل حل کرنے ہیں اس پروردگار کو منانے کیلئے چند منٹوں کی فرصت نہیں۔

یہ نہیں کہ دکانیں بند ہوگئی ہیں بلکہ آپ کی دکانیں بند کروا دی گئی ہیں۔ وہ بروردگار ناراض ہے کسی بات پر۔ (ملک میں کئی دنوں سے تاجر برادری نے ہڑتال کی ہوئی تھی)۔

مقام عبرت

کہیں قحط ہے، لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا کہ اس نے تھر کے علاقے میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک بکری گھاس نہ ملنے کی وجہ سے گوشت کے ٹکڑے کو چبا رہی تھی۔ انسان مر رہے ہیں، حیوان مر رہے ہیں۔ وہ بھی اسی ملک کا ایک حصہ ہے۔ کہیں بارشیں نہیں ہو رہیں۔ راولپنڈی کے علاقے میں ہزاروں گھروں میں نئے بور (Bore) ہو رہے ہیں کہ پانی کی سطح نیچے چلی گئی ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ پورا راولپنڈی اسلام آباد پریشان ہے، اوپر سے بھی پانی بند ہے نیچے سے بھی پانی بند ہے دوکانوں کے دروازے بند ہیں۔ او خدا کے بندو! روٹی پانی بند کر دیا گیا، سوچو سوچو سوچو!!! ذرا جاگو کب تک سوئے رہو گے، ہم معافی مانگ کر اپنے اللہ کو کیوں نہیں منا لیتے؟ ہم اپنے رب سے کیوں نہیں معافی مانگ لیتے؟ کہ اے پروردگار! ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے اور ہمارے لئے اپنے رزق کے دروازے کھول دے۔

واللہ خیر الرازقین

جو پروردگار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو چالیس سال بغیر کام کیے رزق

عطا کرسکتا ہے کیا وہ ہمیں محنت کے بعد رزق عطا نہیں کرسکتا؟ جو پروردگار بی بی مریم کو بن موسم کے پھل کھلا سکتا ہے کیا وہ ہماری بیٹیوں کو موسم کے پھل بھی نہیں کھلا سکتا ؟ تو فرق آخر کہاں ہے؟

عطا ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ان کا نام آتا ہے بہت بصیرت رکھنے والے بزرگ تھے۔ فرماتے ہیں ایک مرتبہ اللہ رب العزت نے الہام فرمایا کہ عطاء! میں وہ پروردگار ہوں کہ اگر تو بار بار انکار کرے کہ اے اللہ مجھے رزق نہیں چاہیئے۔ نہیں چاہیئے۔ میں پھر بھی تجھے دنیا میں رزق دوں گا او میرے بندے! اگر تو رو رو کر رزق مانگے گا تو پھر میں تجھے کیوں نہیں رزق دوں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ** فرمایا زمین کے اوپر جو بھی ذی روح ہے **اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا** اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔ تو پروردگار عالم نے جس چیز کو ذمے لے لیا آج ہر بندہ اسی وجہ سے پریشان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو چیز ہمارے ذمہ ہے یعنی عبادت وہ ہم نے کرنی چھوڑ دی اور جو پروردگار نے اپنے ذمے لی ہے اس کے ہم پیچھے بھاگے پھرتے ہیں۔ اس ترتیب کے بدلنے کی وجہ سے آج ہمارے اوپر پریشانیاں ہیں۔

ناشکری کا وبال

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ** اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں دوں گے۔ تو ہمیں چاہیئے کہ نعمتوں کی قدردانی کریں۔ ناقدری اور ناشکری کی صورت میں نعمتیں واپس لے لی جاتی ہیں۔ عقلمند انسان وہ ہے جو نعمت کے زائل ہونے سے پہلے نعمت کی قدر کرے۔

آج جب کسی سے اس کے کاروبار کے بارے میں پوچھیں سناؤ جی کیا حال ہے؟ جواب ملے گا بس گزارہ ہے۔ تمہاری مت ماری گئی ہے، پروردگار نے تمہیں اتنا کچھ دیا ہے کیوں نہیں جواب میں کہتے کہ اللہ کا شکر ہے، اللہ کا فضل ہے، میرے مولیٰ نے میری اوقات سے بڑھ کر دیا ہے۔ یہی ہوتی ہے ناشکری۔ اللہ کی نعمتیں کھاتے کھاتے ہمارے دانت تو گھس جاتے ہیں لیکن اس کا شکر ادا کرتے کرتے ہماری زبان نہیں گھستی۔ ہم اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں کتنوں سے بہتر حال میں رکھا ہوا ہے۔ یہ بازار میں مانگنے والی عورتیں جو پھر رہی ہوتی ہیں یہ عبرت ہیں ہمارے لئے۔ یہ عورتیں ہمارے گھروں کی بھی ہو سکتی ہیں۔ حالات بدلتے دیر نہیں لگا کرتی، آج اس نے دینے والا بنایا ہوا ہے کل لینے والا اور مانگنے والا بھی بنا سکتا ہے۔

مصیبتوں کی دو قسمیں

انسان کے اوپر آنے والی مصیبتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔

درجات بڑھانے والی مصیبتیں

اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں پر بھی مصائب کو بھیجتا ہے۔ تاکہ یہ اس مصیبت اور پریشانی کے اوپر صبر کریں اور میں اس صبر کے بدلے انہیں اپنا قرب عطا کروں۔ یہ پریشانیاں ظاہر میں پریشانیاں ہوتی ہیں حقیقت میں ان کے اوپر ہزاروں راحتیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ہے تو مٹھائی مگر نمک کی تہہ چڑھا دی گئی ہے۔ ہمیں مصیبت نظر آتی ہے لیکن انجام کے اعتبار سے

ہمارے لئے راحت ہوتی ہے۔

ان مصیبتوں کے ذریعے سے بندے کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ جن گناہوں کو بندے کر کے بھول جاتے ہیں اور اب ان سے توبہ بھی نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی پریشانیوں کو سبب بنا کر ان گناہوں کو بھی معاف کر دیا کرتے ہیں۔ یا وہ مقامات جو یہ بندہ اپنی محنت سے حاصل نہیں کر سکتا تھا، اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو سبب بنا کر اس کو روحانیت اور قرب کے وہ مقامات عطا فرما دیتے ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے قریب کر لیتے ہیں تو یہ مصیبت دیکھنے میں مصیبت حقیقت میں راحت ہوتی ہے۔ ایسی مصیبتوں میں انسان کی روحانی ترقی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ والے ایسی مصیبتوں کے آنے پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ بقول شاعر

؎ تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

مصیبت پر اجر

بندے کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اس پر اجر ملتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ گھر میں موجود تھے کہ گھر کا چراغ بجھ گیا حضور ﷺ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھی۔ حضرت عائشہؓ حیران ہو کر پوچھتی ہیں۔ یہ آیت تو بڑی مصیبت اور غم پر پڑھی جاتی ہے۔ فرمایا، چراغ کا بجھ جانا بھی مومن کے لئے مصیبت ہے اور اس پر بھی اجر ملتا ہے۔ اس سے اندازہ کریں کہ بڑی مصیبتوں پر کتنا زیادہ اجر ملے گا۔

بیمار آدمی کی مثال

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے تو اس کے کراہنے کی جو آواز آتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس کے ہر مرتبہ کراہنے پر سبحان اللہ کہنے کا اجر لکھا جائے۔ بیمار آدمی کا جب بیماری کی وجہ سے جسم کانپتا ہے تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں کی شاخوں کے ہلنے سے درختوں کے پتے جھڑ جایا کرتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ فرمایا بیمار آدمی جب شفایاب ہو جاتا ہے تو گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ اب دیکھنے میں بیماری ہے۔ حقیقت میں راحت ہے، گناہ جھڑ رہے ہیں دھل رہے ہیں۔ بیماری کے زمانے میں جو اعمال چھوٹ جاتے ہیں تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ صحت کے زمانے کے اعمال کے برابر لکھتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کی طبع پرسی

سیدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے پوچھا حضرت آپ بڑے بیمار رہے اور اب صحت مل گئی تو یہ موجودہ کیفیت اچھی یا وہ پہلے والی کیفیت اچھی تھی۔ فرمانے لگے جس وقت میں بیمار تھا، صبح ہوتی تو اللہ رب العزت طبع پرسی فرماتے ایوب تیرا کیا حال ہے؟ مجھے سارا دن اس کی لذت محسوس ہوتی رہتی۔ اسی طرح جب رات ہوتی تو پھر طبع پرسی فرماتے۔ ساری رات اس کی لذت محسوس ہوتی رہتی۔ بیماری تو ختم ہوگئی اللہ رب العزت کی طبع پرسی کا مزہ مجھے آج بھی یاد آتا ہے۔

؎ تیرے عشق نے مجھے غم دیا
میرے غم کی عمر دراز ہو

اللہ رب العزت اپنے خاص بندوں پر بھی مصیبتیں بھیج دیتے ہیں، ان کے

گناہوں کو بخشنے کیلئے اور ان کے درجات کو بلند کرنے کیلئے۔

درجات بڑھانے والی مصیبت کی پہچان

اب کیسے پتہ چلے کہ یہ مصیبت درجات بڑھانے والی ہے یا گرانے والی ہے تو اس کی کچھ علامات ہیں۔

پہلی نشانی

جب یہ مصیبت درجات بڑھانے کا سبب بن کر آتی ہے تو اس کی پہچان یہ ہے کہ بندے کے رجوع الی اللہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ پہلی علامت ہے۔ مثلاً پہلے فقط دعائیں پڑھتا تھا اب دعائیں مانگنی شروع کر دیں۔ دعا پڑھنے میں اور دعا مانگنے میں فرق ہوتا ہے۔ پڑھنا تو یہ ہے رٹی رٹائی عبارت پڑھتے گئے کوئی پتہ نہیں کیا پڑھ رہے ہیں۔ اور مانگنا یہ ہے کہ سر سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اضطراب کی کیفیت ہو، فریادی بن کر مانگ رہا ہو اس کو مانگنا کہتے ہیں۔ پہلے نمازیں گھر پڑھتا تھا اب مسجد میں جا کر پڑھنا شروع کر دیں۔ پہلے فقط فرض نمازیں پڑھتا تھا اب تہجد کی نماز بھی شروع کر دی۔ اب پیر استاد سے پوچھ کر وظیفے اور تسبیح بھی پڑھنی شروع کر دی۔ جب اس کی توجہ الی اللہ میں اضافہ ہو جائے، رجوع الی اللہ میں اضافہ ہو جائے یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ مصیبت اس کے اوپر رحمت بن کر آئی ہے۔

دوسری نشانی

دوسری نشانی یہ ہے کہ اس بندے پر مصیبت ہوتی ہے لیکن اس کا دل مطمئن ہوتا ہے، دل پریشان نہیں ہوتا۔ یاد رکھئے جس کا اللہ رب العزت سے تعلق ہو جاتا

ہے اس کا پریشانی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مصیبت کا آنا اور چیز ہے پریشان ہوتا اور چیز ہے۔ یہ اللہ والے پریشان نہیں ہوتے۔ پہاڑوں برابر غم آجاتے ہیں ان کے اوپر مگر پریشان نہیں ہوتے۔ ان کا حال ایسے ہوتا ہے جیسے شیشے سے بنا ہوا کمرہ ہو اور آدمی اس کے اندر بیٹھا ہو، باہر جھکڑ چل رہے ہوں، آندھی چل رہی ہو، ہر چیز الٹ پلٹ ہو رہی ہو لیکن یہ اندر بیٹھا ہوا اس کا تماشا دیکھ رہا ہے اور خود اس سے محفوظ ہے۔ یہی اللہ والوں کی کیفیت ہوتی ہے۔ مصیبتوں کے پہاڑ آرہے ہوتے ہیں مگر ان کے دل مطمئن ہوا کرتے ہیں۔

طوفان کر رہا تھا میرے عزم کا طواف
دنیا سمجھ رہی تھی کہ کشتی بھنور میں ہے

آخری تمنا

حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے حجاج بن یوسف نے آخری وقت پوچھا تیرے دل کی تمنا کیا ہے؟ فرمانے لگے دو رکعت نفل پڑھنے ہیں۔ دو رکعت نفل پڑھ کر سلام پھیرا۔ اس نے کہا کوئی اور بات؟ انہوں نے کہا جی چاہتا تھا لمبی نماز پڑھوں، دل میں خیال آیا کہ تو یہ سوچے گا کہ موت کے خوف سے نماز کو لمبا کرلیا۔ ادھر موت کیلئے جلاد تیار ہے اور ادھر دل کی تمنا یہ ہے کہ میں لمبی نماز پڑھوں۔

اطمینان کی کیفیت

ایک بزرگ سے بادشاہ وقت نے کوئی مسئلہ پوچھا انہوں نے حق بات بتا دی۔ بادشاہ کو بڑا غصہ آیا چنانچہ اس نے حکم دیا کہ ان کو بھوکے شیر کے سامنے ڈال دیا جائے۔ اب جب بھوکے شیر کے سامنے ڈالا گیا تو اس نے یہ دیکھا کہ بھوکے

شیر نے پہلے تو اچھل کر حملہ کرنے کی کوشش کی اور پھر دم ہلاتا ہوا ان کے پاؤں چاٹنے لگا وہ پیچھے پیچھے ہٹیں۔ وزیر با تدبیر کوئی سمجھ دار بندہ تھا۔ سمجھ گیا کہ کوئی باخدا بندہ ہے اس نے بادشاہ سے کہا کہ یہ کوئی باخدا بندہ لگتا ہے۔ اس سے معافی مانگ لیں ورنہ آپ خطرے میں ہیں۔ بادشاہ نے تاج اتار دیا ان کے پاؤں پڑ گیا کہ معاف فرما دیجئے۔ اللہ والے جلدی معاف کر دیا کرتے ہیں چنانچہ معاف فرما دیا گھر آ گئے۔

جب بیوی نے گھر خاوند کو دیکھا تو بڑی حیران ہوئی کہ آپ تو گرفتار ہو گئے تھے آپ کا سر قلم ہونا تھا۔ آپ کیسے آ گئے۔ انہوں نے پورا واقعہ سنا دیا۔ بیوی پھر بیوی ہوتی ہے چنانچہ اس نے کہا کہ ایک بات سچی سچی بتانا۔ انہوں نے کہا کیا؟ کہنے لگی جب شیر آپ کے پاؤں چاٹنے لگا تھا یا آپ کے قریب آیا تھا آپ کیا سوچ رہے تھے۔ فرمانے لگے میں سوچ رہا تھا پتہ نہیں اس کا لعاب پاک ہوتا ہے یا ناپاک ہوتا ہے۔ شیر کے سامنے ڈلوا دیا گیا اور موت کا کوئی غم نہیں سوچ رہے ہیں کہ پتہ نہیں اس کا لعاب پاک ہوتا ہے یا ناپاک ہوتا ہے۔

ان حضرات پر مصیبتیں آتی ہیں مگر دل مطمئن رہتا ہے۔

تیسری نشانی

تیسری علامت یہ کہ ان کو عین مصیبت میں امید کی کرن نظر آ رہی ہوتی ہے۔ امید لگی ہوئی ہوتی ہے۔ جسے کہتے ہیں (**Light at the end of the tunnel**) سرنگ کے آخر پر روشنی نظر آنا۔ ان کو لگتا تو ہے کہ ہر طرف اندھیرا ہے لیکن جب آگے دیکھتے ہیں تو ان کو روشنی نظر آ رہی ہوتی ہے، امید بندھی رہتی ہے، یہ مایوس نہیں ہوتے۔

جب تین علامتیں کسی بندے میں پالیں تو سمجھ لیں کہ مصیبت ان پر رحمت بن کر آئی ہے۔

گرانے اور ستانے والی مصیبتیں

کفار پر بھی مصیبتیں آتی ہیں تا کہ ان کو ستایا جائے۔ یا جب انسان فسق و فجور میں حد سے بڑھ جائے۔ تو اس کو مزہ چکھانے کیلئے یہ مصیبتیں آتی ہیں۔ مثلاً فرعون صفت لوگ جو غرور و تکبر میں اپنے آپ سے باہر ہو جائیں تو پھر ان کو ان کی اوقات یاد دلانے کیلئے یہ مصیبتیں آتی ہیں۔

پروردگار ان کو کچھ نہ کچھ دنیا میں بھی ان کی بداعمالیوں کا مزہ چکھاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً يُجْزَ بِهٖ جو کوئی برے کام کرے گا اس کو سزا ملے گی

گرانے والی مصیبت کی پہچان

بندے کو ستانے اور اس کے درجات کو گرانے والی مصیبت کی بھی کچھ نشانیاں ہیں۔

پہلی نشانی

جس بندے پر یہ مصیبت آتی ہے تو وہ ہر وقت شکوے ہی کرتا پھرتا ہے۔ کبھی اس کی سامنے کبھی اس کے سامنے۔ اپنوں سے بھی شکوہ غیروں سے بھی شکوہ۔ اس کو سارے جہاں میں بس شکوے ہی شکوے بھرے حالات نظر آتے ہیں۔ اور تو اور اس کو اپنے اللہ سے بھی شکوہ رہتا ہے۔ کہتے ہیں ہماری تو سنتا ہی نہیں، پوری دینا

میں ایک ہمارے اوپر ہی یہ دکھ آنا تھا، اب تو موت آ جائے تو بہتر ہے۔ بعض اوقات یہ شکوے انسان کو کفر تک پہنچا دیتے ہیں۔

دوسری نشانی

کافر یا فاجر و فاسق پر برے حالات آ جائیں تو وہ بے چین ہو جاتا ہے، اس کا اطمینان سلب کر لیا جاتا ہے۔ اسے سخت قسم کا ڈیپریشن (Depression) ہوتا ہے۔ سخت رنج و افسوس کرتا ہے کہ کاش یہ ہو جاتا..... کاش وہ ہو جاتا..... کاش میں یوں نہ کرتا یہی سوچتا رہتا ہے۔

تیسری نشانی

تیسری نشانی یہ ہے کہ اس پہ ناامیدی غالب آنے لگ جاتی ہے۔ وہ یاس و حسرت کی تصویر بنا ہوا ہوتا ہے۔ اتنی ناامیدی کہ موت کی تمنا کرنے لگتا ہے، اور خود کشی تک کر گزرتا ہے۔ یہ پہچان ہے اس بات کی یہ مصیبت اس کو نیچے گرانے کیلئے آئی ہے۔

پریشانی اور خوشحالی میں اللہ والوں کی کیفیت

اللہ والے تو پریشانی کے حال میں بھی خوش ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں

تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

اللہ والوں کے اوپر کوئی ایسی پریشانی غم اور بلا نہ آئے تو وہ تو کئی مرتبہ گھبرایا کرتے ہیں کہ یہ کوئی ہمارے اوپر آزمائش تو نہیں آ گئی۔ وہ ڈرتے اور کانپتے ہیں کہ یہ کوئی امتحان تو نہیں ہے۔ بلکہ ان کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ اگر ان کی امید سے بڑھ کر آسانی کہیں ملتی ہے تو رونے لگ جاتے ہیں کہ کہیں نیکیوں کا اجر دنیا میں ہی تو

نہیں مل رہا۔ اور یہی صحابہؓ کا مزاج تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر ﷺ نے پانی مانگا، ان کو شربت پیش کیا گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے کہ کہیں عمرؓ کی نیکیوں کا بدلہ اس کو دنیا میں تو نہیں دیا جا رہا اور قیامت کے دن یہ نہ کہہ دیا جائے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا.

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے غلام سے کہا کہ نزلہ صاف کرنے کے لئے کوئی چیز لاؤ۔ وہ ایک قیمتی کپڑے کا ٹکڑا لایا۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ اس کو دیکھ کر رو پڑے کہ کہیں میرے اعمال کا بدلہ مجھے دنیا میں ہی تو نہیں چکایا جا رہا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کو دنیا میں خوشیاں ملتی ہیں تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں کہ کہیں ہمارے اوپر آزمائش تو نہیں آ گئی اور ان کو اگر کوئی غم ملتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں جس بندے کو دنیا میں غم عطا کروں گا اسے آخرت کی خوشیاں دوں گا اور جسے دنیا کی خوشیاں مل گئیں اس کے بدلے اسے آخرت کے غم عطا کر دیئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مختلف حالات دے کر آزماتے ہیں۔ خوشی کا حال دے کر بھی آزماتے ہیں کہ کہیں اس میں تکبر تو نہیں آ گیا۔ کبھی تنگی کا حال دے کر آزماتے ہیں کہ کیا وہ اس میں صبر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ ہم ضرور ضرور تمہیں آزما کر رہیں گے۔ بلاغت قرآن دیکھیں ایک لفظ میں تین تاکیدیں لگا کر اللہ تعالیٰ نے اپنی بات پر کتنا زور ڈالا ہے۔ اس میں "و" حرف تاکید کیلئے آیا ہے، "ل" تاکید کیلئے آیا ہے اور "ن

ثقیلہ " تاکید کیلئے آیا ہے۔ تو مطلب کچھ یوں بن گیا کہ ہم تمہیں آزمائیں گے، ہاں ہم تمہیں آزمائیں گے، ہاں ہاں ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے۔ کیسے آزمائیں گے حالات میں ادل بدل کر کے۔ جس نے خوشی کے عالم میں شکر کیا وہ بھی جنتی اور جس نے پریشانی کے عالم میں صبر کیا وہ بھی جنتی۔ مومن کو دونوں طرح سے اجر ملے گا۔

کوئی اپنے بیٹے کیلئے دوشالہ خریدنے جا رہا ہوتا ہے اور کوئی اپنے بیٹے کے دفن کیلئے دو گز کپڑا خریدنے جا رہا ہے۔ ایک بندہ اپنی بیوی کو دلہن بنانے جا رہا ہے اور دوسرا اپنی بیوی کا جنازہ کندھے پر اٹھا کر لے جا رہا ہے۔ حالات ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ ہمیں ہر حال میں اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے طریقوں کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے۔ یہ ہماری آزمائش ہے۔

غم جگاتے ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مصیبتیں بھیجتے ہیں آزمانے کے لئے یا خواب غفلت سے جگانے کیلئے ہیں۔ قرآن پاک میں قوموں کے بارے میں فرمایا اَوَلَا یَرَوْنَ کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ہر سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ان پر ہم آزمائشیں بھیجتے ہیں۔ ان کو ہم فتنوں میں ڈالتے ہیں، مصیبتوں میں ڈالتے ہیں۔ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَاھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ۔ یہ کیسے بندے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور پھر بھی نہیں سمجھتے۔ تو قرآن بتا رہا ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ یہ مصیبتیں، یہ آزمائشیں، یہ غم سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ اس لئے بھیجتے ہیں کہ میرے بندے جاگ جائیں۔ جن کے اندر خیر ہوتی ہے وہ احساس

کر لیتے ہیں اور توبہ تائب ہو جاتے ہیں اور پروردگار کے فرمانبردار بندوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

ایک اصول یاد رکھیں خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔ کسی پنجابی شاعر نے کہا ہے

سکھ دکھاں توں دیواں وار
دکھاں آن ملایم یار

{میں اپنے سارے سکھ دکھوں پر قربان کر دوں کہ دکھوں نے مجھے یار سے ملا دیا}

تو جب انسان غفلت کرتا ہے، سستی کرتا ہے، گناہ کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ مصیبتیں بھیج دیتے ہیں اس سوئے ہوئے کو جگانے کیلئے تا کہ یہ بندہ جاگے اور میرے در پر آ کر معافی مانگ لے۔ پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندوں کو پریشانیوں اور مصیبتوں کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنے در کی طرف بلا رہا ہوتا ہے۔

جاگو جاگو جاگو!

یاد رکھیں! اگر ہم اب بھی نصیحت حاصل نہیں کریں گے تو پھر قانون قدرت کے مطابق چھوٹی مصیبت کے اوپر بڑی مصیبت کو بھیج دیا جاتا ہے۔ اس کے پاس کمی نہیں ہے کسی چیز کی۔ وہ پہلے چھوٹی پریشانی بھیجتا ہے کہ جاگ جائیں اور نہ جاگیں تو پھر تھپڑ لگتا ہے، پھر بات سمجھ میں آتی ہے۔ جو پریشانیوں کے آنے سے بھی نہیں جاگتے پھر اللہ رب العزت ان پر دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے جو ان لوگوں کو پاؤں کی ٹھوکروں سے روندا کرتے ہیں۔ پھر بیٹیوں کی عصمتیں ماں باپ کی آنکھوں کے سامنے پامال کر دی جاتی ہیں۔ پھر گندی نالیوں کے اندر انسانوں کے خون بہہ رہے ہوتے ہیں۔ انسانوں کی لاشیں اس طرح پڑی ہوتی ہیں جس طرح مردار

جانور پڑا ہوتا ہے۔ ہم جاگیں اور دیکھیں کہ ہم کس حال میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت کفر پورے کا پورا مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو چکا ہے۔ کاش ہم لوگ کچھ عقل کے ناخن لے لیتے۔ ہم اپنی زندگیوں کو بدلتے ہم اپنے رب کو منا لیتے۔

کالے علم کے اثرات

بعض لوگوں پر جب مصیبت اور تکلیف آتی ہے فوراً کہنا شروع کر دیتے ہیں ہمارے اوپر کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ حالانکہ کسی نے کچھ نہیں کیا ہوتا بلکہ ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر کچھ کیا ہوتا ہے۔ برے اعمال کا وبال ہوتا ہے لیکن لوگ عاملوں کے چکر میں پڑ کر اپنے ہاتھوں سے اپنا بیڑا غرق کر لیا کرتے ہیں۔ عورتیں چار رکعت نماز مصلیٰ پر نہیں پڑھ سکتیں بلکہ تعویذ گنڈوں والوں کے پیچھے بھاگتی ہیں۔ بعض لوگ کالے علم والوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ جیسا نام ''کالا علم'' ہے اس کے اثرات بھی کالے (بہت برے) ہوتے ہیں۔ سوچنا چاہئے کہ کیا سارے جن مسلمانوں کی ہی تاک میں لگے ہوئے ہیں۔ باہر کے ملکوں میں یہ کیوں نہیں ہوتے۔

عاملوں کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں، کوئی تعویذ گنڈوں کی ضرورت نہیں، اپنے مولا سے تار جوڑیئے اسی سے مدد مانگئے، جب تک انسان نیک اعمال کرتا رہے جن اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر انسان غافل نہ ہو اور برے کام نہ کرے تو جن انسان پر غالب نہیں آ سکتے۔

جنوں کا مطیع ہو جانا

ایک مرتبہ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تبلیغ کے لئے گئے اور تھک کر ایک جگہ ایک کمرے میں سو گئے۔ سوتے میں آنکھ کھلی تو دیکھا، کوئی پاؤں دبا رہا تھا۔ فرمایا، میں نے تو کنڈی لگائی تھی تم کون ہو؟ کہا ہم ساتھ والے

درخت پر رہتے ہیں۔ ہم جن ہیں، ہم نے چاہا کہ کچھ خدمت کر کے آپ سے برکت حاصل کر لیں۔ جنوں کی مخلوق اس طرح اہل اللہ کی مطیع ہو جاتی ہے کہ حیرانی ہوتی ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ بننا چاہئے۔ دل میں اللہ کے سوا کسی کا بھی ڈر نہیں ہونا چاہیئے۔ بیماریاں اور مشکلات اس لئے آتی ہیں کہ انسان رجوع الی اللہ کرے۔

پریشانی آئے تو کیا کرنا چاہئے

میرے دوستو! اللہ رب العزت سے مصیبت مانگنی نہیں چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر آ جائے تو پھر تین کام کرنے چاہئیں۔

① صبر کریں

پریشانی کے آنے پر صبر کرنا چاہئے۔ یاد رکھئے کہ بے صبری سے مصیبتیں ٹلا نہیں کرتیں البتہ ان مصیبتوں پر ملنے والا اجر ضائع کر دیا جاتا ہے۔ مصیبت آنے کے بعد تیسرے دن ہر بندہ صبر کر لیتا ہے۔ جو کام تیسرے دن کرنا ہو کیوں نہ اس کو پہلے دن کر لیا جائے جوان بیٹا فوت ہو جائے تیسرے دن اس کے لئے بھی دعائے خیر کر کے لوگ اپنے کام میں لگ جاتے ہیں تو اگر ایک مصیبت پر تیسرے دن ہم صبر کر لیتے ہیں تو ہم کیوں نہ پہلے ہی دن صبر کر کے اپنی نیکیوں کے مستحق بن جائیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ فرمایا کرتے تھے کہ

"جس نے کوئی مصیبت آنے پر بے صبری کی باتیں کیں یا اپنے کپڑوں کو کالا کیا اللہ رب العزت اس کو اتنے گناہ عطا کریں گے جو اس کی زندگی کے سانسوں کے برابر ہوں گے"

مصیبتیں مانگنی نہیں چاہئیں لیکن اگر آ جائیں تو صبر کرنا چاہئے اپنے آپ کو اللہ رب العزت کے حضور پیش کرنا چاہئے فریاد کرنی چاہئے رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا

اِصْراً كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا اے ہمارے پروردگار! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جیسے تم نے ہم سے پہلے والی قوموں پر بوجھ ڈالا تھا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اے ہمارے رب! نہ ہمیں بوجھ اٹھوا جس کے اٹھانے کی ہمارے اندر طاقت نہ ہو۔

تنگی کے بعد آسانیاں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے اور ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔ اس کو دو مرتبہ کہا حالانکہ بات تو ایک دفعہ ہی کہہ دینا کافی تھی مگر رب کریم نے دو مرتبہ جو بات کو دہرایا تو اس کی بھی کوئی وجہ ہوگی۔ لہٰذا مفسرین نے لکھا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب تنگی کے اوپر بندہ صبر کر لیتا ہے تو اللہ رب العزت ایک تنگی کے بدلے اسے دو آسانیاں عطا فرمایا کرتے ہیں۔ تنگی ایک ہوتی ہے خوشیاں دو مل جاتی ہیں۔ لہٰذا صبر کیجئے اور اپنی تنگی اور پریشانی کا بدلہ دگنا پا لیجئے۔

ایک درخت کی مثال دیکھیں کہ جب بہار کا موسم رخصت ہو جاتا ہے۔ اس پر خزاں کا موسم آتا ہے۔ پتے زرد پڑ جاتے ہیں، گر جاتے ہیں اور وہ ٹنڈ منڈ کھڑا رہتا ہے۔ دیکھنے سے لگتا ہے جیسے بالکل خشک لکڑی ہے۔ درخت کو پتہ ہے کہ نامساعد حالات ہیں، ناموافق حالات ہیں مجھے صبر سے کھڑے رہنا ہے۔ یہ حالات بھی گزر جائیں گے۔ سردی کے تھپیڑے پڑ رہے ہوں، بارش ہو رہی ہو جیسے بھی حالات گزر رہے ہوں درخت صبر کے ساتھ کھڑا رہتا ہے۔ اس کا صبر کام آتا ہے اور بالآخر سردی کا موسم گزر جاتا ہے۔ پھر جب بہار آتی ہے اسی خشک درخت میں سے اللہ پھر پھل بوٹے نکال دیا کرتے ہیں۔ جب ہمارے اوپر کوئی مصیبت آئے تو ہم بھی یہی سمجھیں

سردی کا موسم آ گیا۔ جب بہار نہ رہی تو یہ خزاں بھی نہ رہے گی، ٹل جائے گی۔

② توبہ کریں

دوسرا کام یہ کریں کہ اپنے تمام گناہوں سے توبہ کریں۔ کیونکہ بعض اوقات مصیبتیں اور پریشانیاں اپنے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندہ توبہ تائب ہو جائے لہٰذا مصیبتوں کو بھیج دیا جاتا ہے۔ لہٰذا کسی پریشانی اور مصیبت کے آنے پر توبہ کرنی چاہئے کہ بندے کے اوپر سے گناہوں کا وبال دور ہو جائے۔

③ نیک اعمال کریں

تیسرا کام یہ کریں کہ نیک اعمال کی کثرت کریں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ مصیبتیں جگانے کیلئے ہی بھیجتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی کا رخ بدل لیں اور بھاگ بھاگ کر نیک اعمال کریں۔ دو نوافل صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ سے مصیبت دور کرنے کی دعا کریں۔ حسب توفیق صدقہ خیرات کریں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ انسان سے مصیبت اور پریشانیوں کو ٹالتا ہے۔ آپ دیکھیں گے پریشانیاں دور ہوتی چلی جائیں گی۔

پریشانیوں سے نجات کے اکثیر نسخے

اب کچھ اکثیر نسخے آپ کو بتاتے ہیں جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں ان پر عمل کریں تو پریشانیاں آپ کے پاس بھی نہیں پھٹکیں گی۔

اک تیر اعم

نبی اکرم ﷺ نے پریشانیوں سے بچنے کا بہت ہی اچھا نسخہ بتایا فرمایا مَنْ

جَعَلَ هَمُوْمَ هَمًّ وَاحِداً جس نے اپنی تمام غموں کو ایک غم بنالیا هَمَّ الْآخِرَة آخرت والا غم۔ کَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ الدُّنْیَا اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی پریشانیوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ یعنی انسان آخرت کو اپنا مقصد بنالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی تمام ضرورتوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ لہذا اس پر کوئی فکر اور پریشانی آنے ہی نہیں دیتا۔ گویا ہم ایک آخرت والا غم اپنے اوپر سوار کرلیں اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام غموں سے نجات عطا فرمادیں گے۔

؎ با تو اے غم من زہر غم فار غم
شاد باش اے غم کہ تو داری چہ غم

{اے غم خوش رہ کہ تیری وجہ سے میں ہر غم سے فارغ ہو گیا ہوں۔ خوش رہ اے غم کہ جب تو ہے تو پھر مجھے کیا غم ہے}

تین باتیں

تین باتیں لوہے کی لکیر ہیں اپنے دل پر لکھ لیجئے۔

پہلی بات

جو آدمی جس قدر اللہ رب العزت سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ کی مخلوق اسی قدر اس سے محبت کرے گی۔ یہ پکی بات ہے۔ آپ دیکھتے نہیں لوگ اللہ والوں سے کیسے ملتے ہیں؟ کیوں ان کے دیوانے ہوتے ہیں؟ کوئی ہاتھ ملانے کو تڑپتا ہے، کوئی سینہ ملانے کو تڑپتا ہے، کوئی آنکھوں سے چہرہ دیکھنے کو تڑپتا ہے۔ کیا وجہ ہوتی ہے ان کے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت پیدا فرمادیا کرتے ہیں۔

دوسری بات

جو آدمی جس قدر اللہ رب العزت کی عبادت کرے گا اللہ تعالیٰ کی مخلوق اسی قدر اس کی خدمت میں مشغول رہے گی۔ دیکھتے نہیں اللہ والوں کی خدمت کیلئے کتنے لوگ تیار ہوتے ہیں۔ انہوں نے کسی کو باندھا ہوا نہیں ہوتا ہے۔ کیا وہ کوئی تھانیدار ہوتے ہیں۔ نہیں اپنے شوق سے لوگ آتے ہیں۔ ان کے جوتے اٹھانا لوگ اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔ ان کی خدمت کرنا اپنے اوپر احسان سمجھتے ہیں۔

تیسری بات

تیسری بات یہ کہ جو انسان جس قدر اللہ رب العزت سے خوف کھائے گا، دل میں جس قدر خشیت الٰہی ہوگی، اللہ رب العزت اسی قدر مخلوق کے دل میں اس کا رعب پیدا فرمادیں گے۔ مخلوق ان سے مرعوب ہوگی۔

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

آپ دیکھتے نہیں ہیں۔ بڑے بڑے لوگ سوچ کر آتے ہیں جی ہم یہ بات کریں گے، ہم یہ سوال کریں گے۔ اللہ والوں کی صحبت میں آتے ہیں۔ سب سوالوں کے جوابات خود بخود ان کو مل جاتے ہیں۔ ان کو بولنے کی جرات نہیں ہوتی۔ بڑے زبان دراز قسم کے آدمی ان کے سامنے آتے ہیں۔ ان کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ یہ کیا ہوتا ہے؟

نگہبانی کرے کتنی ہی کوئی شیشہ دل کی
مگر شیشہ ہے پھر شیشہ شکستہ ہو ہی جاتا ہے
کوئی کتنا بھی ہو خوددار لیکن ہم نے دیکھا ہے
حضور حسن آکر دستہ بستہ ہو ہی جاتا ہے

یہ اللہ والوں کو رعب عطا کیا جاتا ہے۔ جیسے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو رعب عطا کیا گیا تھا۔ فرمایا نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ اللہ نے رعب کے ذریعے میری مدد کی۔ روایات میں آتا ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام جس راستے پر چلتے تھے۔ آپ کا رعب آپ سے ایک مہینے کی مسافت آگے چلا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا عجیب وعدہ

سنیں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ یہ میرے آپ کا وعدہ نہیں ہے۔ ہم تو وعدے کر کے مکر جاتے ہیں۔ یہ پروردگار کا وعدہ ہے۔ اگر ہم دو باتیں پوری کر لیں تو دیکھنا پروردگار کا وعدہ کیسے پورا ہوتا ہے۔ فرمایا وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو تم میں سے ایمان والے ہیں اور نیک اعمال کرنے والے ہیں۔ دو شرائط لگائیں، ایک ایمان والے اور دوسرا نیک اعمال والے۔ الحمدللہ کلمہ پڑھ کر ہم ایمان والوں میں تو داخل ہو گئے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس میں ہمیں تو کوئی شک نہیں، ہمارا ایمان پکا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کو مانا اور بالکل پکا مانا یعنی یقین کے ساتھ مانا ہے۔ تو امنوا میں ہم اللہ کے فضل سے داخل ہیں۔ اب ایک قدم آگے رہ گیا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ میرے دوستو! اس میں ہم کمزور ہیں فرمایا اللہ کا وعدہ ہے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ میں اس طرح انہیں اپنا خلیفہ بناؤں گا كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جیسے میں نے ان سے پہلے والوں کو زمین پر خلیفہ بنایا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ دین کو مضبوط جما دوں گا۔ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا اور میں ان کے خوف کو امن میں بدل دوں گا يَعْبُدُوْنَنِيْ ایک میری عبادت کرتے رہنا وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا چاہے تمہارے باہر کا کوئی دشمن ہو یا تمہارے اندر کا نفس ہو تم کسی کو شریک نہ بنانا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ اُولٰٓئِكَ

هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اور جس نے اس کے بعد کفر کیا وہی فاسقوں میں سے ہیں۔ دیکھا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اللہ رب العزت نے ایک قدم اٹھانے کی توفیق عطا فرمادی ہے۔ اب دوسرا قدم ہم اٹھائیں کہ اپنی زندگی میں نیک اعمال کو اپنائیں۔ گناہوں اور معصیت سے بچ کر زندگی گزاریں۔ جب ہم نیکو کار بن جائیں گے رب کریم اپنے وعدے کو پورا فرمائیں گے۔ جب تک ہم نیکی کو نہیں اپنائیں گے اس وقت تک اللہ کی مدد نہیں آئے گی۔

اللہ کی مدد کے نمونے

جب انسان اللہ کی نافرمانی ترک کر دیتا ہے اور اللہ کے حکموں کی پوری پوری تابعداری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے انسان کو مقام تسخیر عطا کر دیتے ہیں اور زمین آسمان پر اس کے حکم کو جاری کر دیتے ہیں۔ صحابہ کرام نے اسی منتر کو سیکھ لیا تھا لہٰذا دنیا کی ہر چیز ان کی تابعداری کیا کرتی تھی۔

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کھڑے ہیں اور زلزلہ آیا۔ آپؓ نے درہ زمین پر مارا اور کڑک کر کہا اے زمین تو کیوں ہلتی ہے کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا۔
- قادسیہ کی جنگ میں مسلمانوں کی فوج کفار سے لڑائی کر رہی ہے۔ کہ اچانک دشمن کا ایک دستے نے پیچھے سے حملہ آور ہونا چاہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں بیٹھے ہیں اور پکار کر کہتے ہیں یاساریہ الجبل ہوا نے ان کا پیغام سینکڑوں میل دوران کی فوج تک پہنچا دیا اور فوج نے پیچھے ہٹ کر دشمن کی چال کو ناکام بنا دیا۔
- ایک مرتبہ مدینہ شہر کے نواح میں آگ بھڑک اٹھی اور وہ پھیلتی جا رہی تھی۔ حضرت عمر ایک صحابی کو بھیجتے ہیں کہ اس آگ کو جا کر بجھا دو۔ چنانچہ وہ صحابی اپنی چادر کو یوں پکڑتے ہیں اور آگ پر کوڑے کی طرح برساتے ہیں جس سے آگ پیچھے کی طرف ہٹنا

شروع کر دیتی ہے۔ وہ صحابی چادر کو آگ پر مارتے رہے حتیٰ کہ آگ پیچھے ہٹتی ہٹتی اسی غار میں داخل ہو جاتی ہے جس سے وہ نکلی تھی۔

◉ ایک مرتبہ دریا نے نیل خشک ہو گیا مصر کے گورنر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ یہاں لوگ کہتے ہیں کہ جب تک اس میں ایک جوان لڑکی کی لاش کو نہ ڈالا جائے یہ نہیں چلتا۔ حضرت عمرؓ ایک خط لکھتے ہیں اور گورنر کو بھیجتے ہیں کہ اس خط کو دریا میں ڈال دو۔ اس خط میں لکھتے ہیں کہ اے دریا اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو ہمیں تیرے چلنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر تو اللہ رب العزت کی مرضی سے بہتا ہے تو میں امیر المومنین تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو چل۔ چنانچہ خط کو دریا میں ڈالا گیا اور دریا نے بہنا شروع کیا اور ایسا چلا کہ آج تک بند نہیں ہوا

◉ ایک معرکے میں مسلمانوں کے ایک لشکر نے دریا عبور کیا۔ دریا عبور کرنے کے بعد لشکر کے سپہ سالار نے جو ایک صحابی تھے ساتھیوں سے پوچھا کہ کسی کی کوئی چیز تو دریا میں نہیں رہ گئی۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میرا ایک پیالہ رہ گیا ہے۔ چنانچہ وہ جرنیل دریا کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔ اے دریا ہم محمد عربی ﷺ کہ غلام ہیں ہمارا پیالہ واپس کر دو۔ ایک لہر آتی ہے اور پیالے کو کنارے پر چھوڑ جاتی ہے۔

◉ ایک مرتبہ مسلمانوں کی فوج افریقہ کے کسی ملک میں جہاد کیلئے جا رہی تھی۔ ایک جنگل میں رات کو بسیرا کرنا پڑا۔ مقامی لوگوں نے بتایا کہ اس جنگل میں درندے رہتے ہیں جو آدمیوں کو پھاڑ کھاتے ہیں، اس میں رات گزارنا ٹھیک نہیں ہے۔ لشکر میں سے ایک مجاہد ایک درخت پر چڑھتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں او جنگل کے درندو! آج کی رات یہاں پر محمد عربی کے غلاموں کا بسیرا ہے لہٰذا تم جنگل خالی کر دو۔ لوگوں نے دیکھا کہ جنگلی درندے اور جانور جنگل کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ مقامی لوگ حیران ہو کر مجاہدین سے پوچھتے ہیں تم نے یہ طرز زندگی کہاں سے سیکھا ہے۔ جواب دیا کہ ہم نے

یہ سب کچھ حضرت محمد عربی ﷺ سے سیکھا ہے۔ وہ لوگ بھی کلمہ پڑھتے ہیں اور مسلمان ہو جاتے ہیں۔

آج ہماری زندگیاں فساق اور فجار کی مانند ہیں، سنتوں سے خالی اور من مرضی کی زندگیاں ہیں۔ اوپر سے توقع یہ کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد نہیں کرتے۔ یہ سو فی صد سچی پکی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ مدد کرتے ہیں مگر ان بندوں کی جو اپنے ایمان پر محنت کر چکے ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بن کر زندگی گزارا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق درست کریں

اب بتایئے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی سنور جائے تو ہمیں اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو درست کرنا ہوگا۔ ان کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنی ہوگی۔ جب اس کی محبت دل میں پیدا ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ خود بخود ہمارے تمام حالات کو درست فرما دیں گے، بلکہ ایسا نیک انسان جنگل میں بھی جا کر بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ جنگل میں منگل کا سماں بنا دیں گے۔ ''انہاندیاں پٹھیاں وی سدھیاں تھی ویسن'' (ان کے الٹے معاملے بھی سیدھے ہو جائینگے)

میرے دوستو کتنی عجیب بات ہے کہ چھوٹی چھوٹی پریشانیوں کی وجہ سے ہم اللہ رب العزت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ کسی کو گھر کی پریشانی کسی کو کاروبار کی پریشانی، کسی کو اولاد کی پریشانی کسی کو بیوی کی پریشانی۔ یہی پریشانیاں ہماری توجہ اللہ تعالیٰ سے ہٹا دیتی ہیں۔ اور ہمیں عبادات سے دور لے جاتی ہیں۔ آج وقت ہے کہ ہم اللہ رب العزت کے سامنے اس بات کا دل میں عہد کر لیں، اے اللہ آج کے بعد ہم اپنے دل میں آپ کو یاد کریں گے، آپ کی محبت دل میں پیدا کریں گے۔ اس راستے پر قدم

اٹھا کر دیکھ لیجئے اللہ رب العزت خزاں کے نقشوں میں سے بہار کے نقشے نکال دیا کرتے ہیں۔

؎ یہ خزاں کی فصل کیا ہے فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کر دیں تو ابھی بہار آئے

آیئے آج کے بعد ہم اپنے رب کے سامنے ہتھیار ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کو سمجھنے کی اور اپنی زندگیوں کو بدلنے کی توفیق عطا فرمادے۔

اٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

اصولی بات

اگر کوئی نوجوان کسی شخص کی بدصورت بیٹی کو اپنے نکاح میں بخوشی قبول کر لے تو یہ شخص اپنے داماد کا احسان مند رہے گا۔ یا کوئی باپ اپنے بچوں میں چیزیں تقسیم کرے۔ سب کو اچھی اچھی چیزیں ملیں مگر ایک بچے کو اچھی چیز نہ ملے مگر وہ بچہ اپنے والد کی تقسیم پر خوشی کا اظہار کرے تو وہ بچہ اپنے والد کو کتنا پیارا لگے گا۔ اسی طرح جب کوئی بندہ اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجی ہوئی مصیبتوں پر صبر کر لے بلکہ خوش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے بہت خوش ہو جاتے ہیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اگر کوئی بندہ دنیا میں تھوڑے رزق پر بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے تھوڑے عملوں پر اس سے راضی ہو جائینگے۔ لہٰذا مومن کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا سیکھے۔ خوشی کے حالات آئیں تو شکر ادا کرے، مصیبت کے حالات آئیں تو صبر کرے۔ صبر کرنیوالا بھی جنتی اور شکر کرنے والا بھی جنتی ہوگا۔ حضرت داؤد طائیؒ کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ اے داؤد! اگر تجھے کسی وقت معمولی چیز کھانے کو ملے تو اس چیز پر نظر نہ کرنا بلکہ اس بات کو سوچنا کہ جب میں نے رزق کو تقسیم کیا تو تُو مجھے یاد تھا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے لوح وقلم کو پیدا کیا تو قلم کو حکم دیا کہ لکھ تو قلم نے لوح محفوظ پر لکھا

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا. مُحَمَّدٌ رَسُوْلِیْ . مَنْ یَسْتَسْلِمْ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نِعْمَائِیْ . فَلْیَتَّخِذْہُ رَبٌّ سِوَائِیْ

{نہیں کوئی معبود سوائے میرے اور محمد میرے رسول ہیں۔ جو شخص میری قضا کو تسلیم نہیں کرتا اور میری بھیجی ہوئی بلاؤں پر صبر نہیں کرتا اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اسے چاہئے کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب بنالے}

ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا مانگا کریں۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا

{میں اللہ سے راضی ہوں وہ میرا پروردگار ہے۔ محمد ﷺ سے راضی ہوں وہ میرے رسول ہیں اور اسلام سے راضی ہوں کہ وہ میرا دین ہے}

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں راضی رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ کوشش کریں کہ زبان پر یہ فقرہ رہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ سِوَی الْکُفْرِ وَ الضَّلَالِ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں سوائے کفر اور گمراہی کے۔ ایک شاعر نے بہت ہی اچھا شعر کہا یاد رکھنے کے قابل ہے۔

نہ تو ہجر اچھا نہ وصال اچھا ہے
یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

و آخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کی تصانیف

- خطبات ذوالفقار (۱۲ جلدیں)
- دوائے دل
- تمنائے دل
- دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات
- سکون دل
- حیا اور پاک دامنی
- فقیر کا پیغام نئی نسل کے نام
- موت کی تیاری
- عمل سے زندگی بنتی ہے
- کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے
- مجالس فقیر
- مکتوبات فقیر
- سنت نبوی اور جدید سائنسی انکشافات
- پریشانیوں کا حل
- محسنین اسلام
- مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول

اپنی ضرورت کی کتابیں منگانے کے لئے آرڈر اس پتہ پر روانہ کریں

MAKTABA MILLAT
Deoband-247554 (U.P.) INDIA
PHONE: 01336-225268 (off.) 223268 (resi.)
e-mail : millatbooks@yahoo.com

Rs. ۴۰/

PENTONE